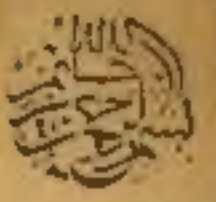


- تفسیر بیان القرآن : حکیم الامتہ حضرت مولانا شرف علی تھانوی رحمہ اللہ : ————— ۲۰۰/
- تفسیر حسینی : حضرت مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی رحمہ اللہ : ————— ۲۷۵
- فیض البک : شرح بخاری انجم التحدین حضرت مولانا محمد انور شاہ شبیر رحمہ اللہ : ————— ۲۲۰
- آخری ہستی زیور : حکیم الامتہ حضرت مولانا شرف علی تھانوی رحمہ اللہ : ————— ۵۰
- تفسیر موابہب الرحمن : حضرت مولانا سید میر علی بیچ آبادی رحمہ اللہ : ————— ۷۰۰
- شمس العارفین : حضرت مولانا شاہ محمد سراج الدین کرمی رحمہ اللہ : ————— ۱۵
- اسلام کا نظام حکومت : حضرت مولانا حامد الانصاری رحمہ اللہ : ————— ۳۰



ایڈیٹر

اختر کا شمیری

○

میں جنگ ایڈیٹر

جانبانہ صرزا

○

قانونی مشیر

عبدالحی قریشی

جی فوید



جلد : ۲۰

○

شمارہ : ۱۱۰

اگست

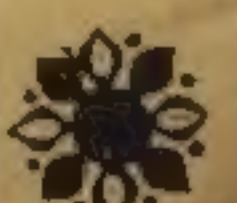
ستمبر

۱

۹

۷

۵

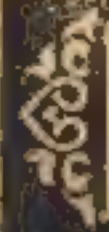


جناب صدر !

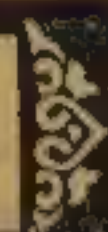
آپ کو اپنا کہہا تو بہر حال یاد ہوگا آپ نے برسِ اقتدار آتے ہی ”چادر اور چپار دیوار“ کی حفاظت کا اعلان فرمایا۔ آپ کی تشریف آوری بقول آپ کے ”نظریہ ضرورت“ کے تحت نفاذ ٹھہری۔ آپ نے ۹۰ روز تک اس نظریہ کے تحت اقتدار میں رہنے کا وعدہ کیا مگر افسوس کہ اب یہ نظریہ ضرورت آپ کے اپنے وجودِ زیادہ وقت اور ہو گیا ہے۔ — آخر کیوں ؟

آپ نے اسلامی نظام کے نفاذ کا وعدہ کیا۔ شرعی حدود کے احکام کا فیصلہ سنایا، لیکن آپ کے دور میں اسلام کے نام پر اسلام کی جو بھد اڑ رہی ہے اس کے اثرات نے قوم کی زندگی کو اجیرن بنا دیا ہے کیا یہ سب کچھ نظریہ ضرورت کی پیداوار ہے۔ آپ کا دور حکومت آپ کے نزدیک شاید بڑا مبارک ہو مگر قوم محسوس کر رہی ہے۔

اب بھی تو پرستش ہوتی ہے فرعونوں کی ہامانوں کی
عجبر ہے مجلس جھکے کر دھلیزوں پر ایوانوں کی
عالم ہے وہی مزدوروں کا، حالت ہے وہی کیسانوں کی
کہتے تھے زمانہ بدلے گا اب تک تو کوئی آثار نہیں



رابطہ آفس : ۲۳۸ - اٹارک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور ۷۵۴۴۸



راوی :
محمد شریف

جیل سے

بھٹو کا

آخری انٹرویو

پیر انڈیو چند بکھرے ہوئے
سوالات اور منتشر جوابات کی صورت
میں لیا گیا تھا۔ پیر کا ہوا دل تا آخر
ہمارے قانون دان دوست جناب
جی فرید نے انجانو دیا۔ ہم نے
اس کے بعض حصے جو جو حذف کیے
اور سوال جواب ختم کر کے ایک
مربوط مضمون بنا دیا ہے۔
اس کے شمار مند رجبات سے ہمارا
متفق ہونا ضروری نہیں۔ ہمارے
بعض قومی رہنماؤں کے بارے
میں بھٹو کا اظہار خیال ان کا
اپنا نقطہ نظر ہے۔ جیل سے ہر
شخص کو اتفاق یا اختلاف کا حق
حاصل ہے۔ ذاتی طور پر ہم
قطعاً غیر جانبدار ہیں۔ اس کی
اشاعت کر ہم نظریہ ضرورت
کے تحت ہم جواز سمجھتے ہیں۔



تحریر :
جی فرید ایڈیٹر

پہلا منظر ۱۔ اوسٹرے ایک نام ہے تمہارا، یہاں کیسے آئے ہو کوٹ مکتی جیل
 ۵ ہور میں اچھے، کوٹنے ایک نور ان کے عقب میں آواز گونگی، یہ نور ان کے شریف ہوتا
 ہو جیل میں مسٹر جٹ کے احاطے سے محض ہرک ہیں بند تھا۔ وہ آواز میں کر گھوما تو
 اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور بدن میں سسکی کی ایک لہری دوڑ گئی۔ اس
 کے سامنے پاکستان کے سابق وزیر اعظم بھٹو تھے۔ جو اپنی کوٹھڑی میں لگے آموں کے
 درختوں کے سایہ میں کھڑے تھے اور ساتھ والی سیڑج کے لان میں اس نور ان
 کو قلا بازیاں کھاتا دیکھ کر بے ساختہ بول پڑے تھے۔

شریف یہ تو جانتا تھا کہ چند روز پہلے سابق وزیر اعظم کو گرفتار کر کے اسی جیل
 میں لایا گیا ہے۔ لیکن یہ بات اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ سابق وزیر اعظم
 اس کے اس قدر قریب ہے۔ یہ منظر دیکھ کر اسے اپنی بھارت پر شبہ کرنے لگا
 اور وہ سوچنے لگا کہ یا تو وہ خواب دیکھ رہا ہے یا اس پر دیوانی کا دورہ پڑ گیا
 ہے۔ غیر گزری کہ مسٹر جٹ کی آواز زیادہ بلند نہ ہوئی ورنہ شریف کا یہ خواب
 ایک ہی لمحے میں چٹکا چور ہو جاتا۔ شریف بلا جھجھکائی ٹھٹھکی لگائے بیٹھ کر دیکھا
 پھر اس نے سنبھل کر خواب دیکھا کہ میرا نام کد شریف ہے اور قتل کے جرم میں یہاں
 بند ہوں۔

قتل اور جرم کے انداز سنکر جٹ کے چہرے پر ایک عجیب اور سائنس
 پیما ہوا انگریز جلد ہی انہوں نے اپنی اس کیفیت پر قابو پایا۔ البتہ شریف کے صوفی
 نام سے جانتے وہ کافی محفوظ ہوئے۔ اس وقت شاید انہیں خیال آیا ہو گا کہ وہ
 بھی قتل ہی کے الزام میں گرفتار ہوئے ہیں اور حالات نے ایک وزیر اعظم اور
 شریف بٹے کو ایک ہی کتے کا سوار بنا دیا ہے۔ اب شریف کو یہ یقین ہو چکا تھا کہ
 وہ خواب میں نہیں بلکہ عالم بوحال ہی میں یہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ شاید یہ سلسلہ
 حکام کے آگے بڑھتا لیکن اسی اثنا میں ہرک میں طغیانی کا پرچہ اٹھایا۔ بلا وزیر اعظم
 کو چھوڑ کر اپنے ملاقاتی سے ملنے چلا گیا اور وزیر اعظم دیوار سے ہٹ کر روک کھڑے ہو
 گئے۔ ان دنوں مسٹر جٹ نئے نئے جیل میں آئے تھے اور جیل حکام اس بارے
 میں رازداری سے کام لے رہے تھے کہ مبادی کوئی مسئلہ نہ کھڑا ہو جائے۔ مگر
 اسی رازداری میں شریف کے سامنے جو سریشٹل ہوئی تھی اس کا کسی شخص
 کو علم نہ ہو سکا۔ سوائے شریف کے ماموں محمد علی کے جو اسی روز شریف سے
 مل کر آیا تھا اور شریف نے اسے ہنستے ہوئے ان کا واقعہ سنایا تھا محمد علی نے
 اس سے میں نہ صرف خود ہی زبان بند رکھی بلکہ شریف کو بھی سمجھا کہ وہ کسی اور



سے اس کا ذکر نہ کرے کیونکہ اگر جیل حکام کو پتہ چل گیا تو وہ اسے میانوالی یا ساہیوال
 جیل میں بھیج دیں گے اور غریبوں کے لئے اسکی ملاقات شکل ہو جائے گی۔
 بلاشبہ معمول روزانہ صبح و شام دوڑتا، بھاگتا، دوڑ کھسکرتا، دھچکے اور
 لاسے مارے ہڑکیں میں لٹاتا تھا اور مسٹر جٹ پر نکلے ایسی جگہ قید تھے جہاں ان کے
 پاس کوئی آدمی ہو تا تھا نہ آدم زاد۔ احاطے کے باہر اور جیل کے کورٹ موقوف پر
 ستری ہوتے تھے، لیکن بھٹو ان کی طرف دیکھتے ہی نہیں تھے۔ وہ ان کی موجودگی
 اور ان سے نظر ملانا اپنی توہین سمجھتے تھے، لیکن تنہائی پھر تنہائی ہے، یہ کسی سے
 نہ کسی طرف سے آنکھ اٹھانے اور کسی سے نہ کسی سے متفلس ہے۔



ایسے کہ جن کے شب و روز بات چیت میں گزرتے تھے۔

کہاں وہ رات دن کی دھنیں اور کہاں یہ بے چارگی اور تنہائی کی سنگینی؟ وہ اپنی اس روح فرسائندہ میں پھرہ داروں کی غفلت سے جو زیادہ سے زیادہ غافلہ آٹھ کھاتے تھے وہ بھی تھا کہ کبھی کبھی ساتھ والی بئرک میں خوش فطرتی گانے گانے والے اس نوجوان کو دیکھ بیٹے تھے۔ ایسے موقعوں پر شریف کا منہ چونک بھٹو کی طرف ہوتا تھا اس لئے جب کوئی پھرہ دار ادھر کو آتا دکھائی دیتا تو وہ شریف کو انگلی کے اشارے سے اس طرح خاموش رہنے کی تلقین کرتے جیسے ان سے بات کرنے کے جرم میں اس پر کوئی آفت آپڑے گی۔ مگر بہ وہ یہ سوچتے ہوں کہ وہ وزیراعظم میں اگر کسی نے ان کو اس اخلاقی مجرم سے جھگڑا ہوتے دیکھ لیا تو انکی بیعتی بزرگی، غائب گانے سے کہ اس حالت میں وہ یہ سوچتے ہوں گے کہ اگر کسی نے دیکھ لیا تو یہ تماشہ نہ ہو جائے گا اور پھر وہی یو آتہائی ان کا تعاقب کرے گی۔ اور صبر و ضبط اور انکی تسکوت... رازداری سے کام لیا کہ اگر اسے باقی وزیراعظم سے بات کرتے ہوئے دیکھ لیا تو قیامت آجائے گی۔

ایک ہی جرم میں لوٹ ایک بڑے آدمی اور ایک عام شہری میں فرق کے وجود یہ سلسلہ سلام و کلام چلتا رہا۔ کبھی کبھی سر بھٹو کوئی سگریٹ کا پیکیٹ یا کھانے پینے کی کوئی چیز بٹے کی طرف پھینکتے تو وہ ضرورت نہ ہونے کے باوجود اسے قبول کرتے لیکن اتنے قیمتی سگریٹ اس نے پہلے کبھی نہیں پیئے تھے۔ اس لئے مفت لے لے لے لے یہ سگریٹ وہ بیت الخلا میں جا کر چھوٹا تھا تاکہ کوئی دوسرا قیدی دیکھ کر یہ نہ سوچے کہ اتنے قیمتی سگریٹ اس کے پاس کہاں سے آئے ہیں۔ کیونکہ ملاقات کے دوران بٹے کے پیئے جو چیز یا سگریٹ آئے تھے۔ ان کا بئرک کے دوسرے قیدیوں کو علم ہو جاتا تھا۔

دوسرا منظر:- جو چہا بازار لاہور کے ایک کھانے پیتے گھر گھرانے کا فرد تھا۔ ۱۹۷۱ء میں وہ اپنے ایک رشتہ دار کے قتل کے جرم میں جیل گیا۔ کچھ عرصے بعد ضمانت پر رہا ہو کر گھرا گیا۔ مگر پھر ۱۹۷۳ء میں دوبارہ گرفتار ہو کر کوٹ لکھنوی جیل کی آٹھ سلاخوں کے پیچھے پہنچ گیا۔ جب جیل میں آئے تو قدرت نے انہیں ایسی کوٹھڑی میں جگہ دی جس کی دیوار بٹے کی بئرک سے ملی ہوئی تھی یہ بٹے کی خوش قسمتی تھی یا کوئی اور بات کہ بھٹو اس کی خوش فطرتی کے باعث اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ ورنہ اس بئرک میں اور بھی افراد موجود تھے جنکی طرف سر بھٹو کبھی متوجہ نہ ہوئے۔

انہی دنوں کی بات ہے کہ ایک روز کچھ دوسرے قیدیوں نے بھی بھٹو کو دیکھا جس نے انہیں اپنی طرف متوجہ پا کر اپنے مخصوص انداز میں ہاتھ بند کر کے تالہ بانی جس کا جواب قیدیوں نے بھٹو جیو ہزار سال کی صورت میں دیا۔ اس روز شام کے کھانے کی تقسیم کے وقت بھٹو بھی ایک برتن اٹھا کر کھانا لینے والے قیدیوں کے



بات کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ بسا اوقات آدمی خود کھانے ہی کرنے لگتا ہے خود بھٹو کو بار بار خود کھانے کرتے ہوئے سنا گیا۔ بھٹو بھی ہر حال انسان تھے اور انسان بھی



لاٹن میں آگے رہا کاکھنا تھا کہ وہ اپنے عوام کے ساتھ لائن میں کھڑے ہو کر کھانا
 بیس گئے حالانکہ ان کا کھانا بیگم جھٹو گھر کے خود ہی تیار کروا کر بھجوا کرتی تھیں۔ جو
 جیل حکام معاملے کے بعد ان تک پہنچا دیا کرتے تھے۔ جیل کے اندر حکام نے جھٹو کو
 ایک مشفق سے رکھا تھا جو ان کے لئے کافی مدد دیتا رہتا تھا۔ جھٹو کے اس سے
 تازہ ذرا لے پر جیل کی اس بیرک میں تازہ بہ تازہ اندر نو بہ نو نصرت لگنے شروع ہو گئے
 اور جیل حکام اس بیرک کو قیدیوں سے خالی کرانے پر مجبور ہو گئے۔ جس وقت یہ
 بیرک خالی کر دیا گیا جاری تھی۔ بلا بیرک کے دوسرے تمام کیموں کے خلاف سرگرم
 عمل دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے بیلز وارڈن اور غیر داروں کو بتایا کہ وہ ایک سے
 خاموش طبع اور امن پسند سا آدمی ہے۔ اسے شور و غل اور نعرہ بازی پسند نہیں۔ جو
 اس کی بیرک کے قید کر رہے ہیں۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ نہیں
 رہنا چاہتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اسی بیرک میں قیام پذیر رہا اور دوسرے قیدیوں کو وہاں
 سے منتقل کر دیا گیا۔ منتقل ہونے والے قیدی بلا کی اس حرکت کا مقصد سمجھتے تھے
 اور اشاروں ہی اشاروں میں اس کی ذہانت کی داد دے رہے تھے۔ لیکن
 مصیبت یہی تھی کہ وہ خاموش رہیں۔ اس کے بعد جھٹو اور بٹے کی ملاقاتیں طویل سے
 طویل ہوتی چلی گئیں اور جھٹو کے لئے تنہائی کے اس کرناک ماحول میں ایاز بن
 گیا۔ لیکن قیدیوں کی منتقلی کے بعد کئی روز تک جھٹو اور بٹے کی ملاقات نہیں ہوئی تھی
 اور بلا جیل حکام کی نگرانی کے باغ و بستان تھا۔ لیکن تنہائی پتھروں کا بھی پتا پانی
 کر دیتا ہے۔ جھٹو تو بہر حال گوشت پوست کے انسان تھے۔ انہیں یہ احساس تھا کہ
 بلا بھی یہاں سے جا چکا ہے۔ ایک دن بے خیال میں ان کی نظر بیرک کے صحن میں پڑی
 تو دیکھا کہ بلا اپنی چکی کے باہر بیٹھا تسلی سے رولی کھا رہا ہے۔ جھٹو نے ہی چولی پھل
 کا ایک پیس سوئی لگانے میں ڈال کر اس کی طرف اچھاں دیا۔ بلا اپنے غصے سے
 کو دیکھ کر مسکرایا۔ مسکرایا جھٹو بھی مسکرائے اور اس طرح تعلقات کی پھر سے تجدید ہو گئی۔

ہمارا منصوبہ

ایک روز شام کے وقت جب میرا منشی محمد علی میرے دفتر میں مجھے یہ دلچسپ کہانی سناتا
 تھا تو قیام ملت کے ایڈیٹر اختر کاٹھیری بھی آجئے۔ انہوں نے جب
 یہ واقعہ سن کر مجھے ایک کام کے بہانے دفتر سے آٹھا کر ایک قریبی ہوٹل میں
 لے گئے وہاں جا کر انہوں نے بتایا کہ اگر محمد علی ہماری مدد کرے تو جھٹو اور بٹے
 کے موجودہ تعلقات کے دوران جھٹو صاحب سے بہت سی باتیں پوچھی جاسکتی ہیں
 اور یہ باتیں مستقبل میں ہماری قومی تاریخ کا ایک دلچسپ باب بن جائیں گی۔
 محمد علی سے اختر کاٹھیری کے ذاتی مراسم بھی تھے چنانچہ جب ہم دونوں نے اس کے
 سامنے یہ تجویز رکھی تو وہ مان گیا۔ بٹے پایا کہ بٹے کو دوران ملاقات چند سوالات دینے
 جائیں جو وقتاً فوقتاً وہ جھٹو سے پوچھا رہے اور دوسری ملاقات میں اس کی زبانی جو



کے معلوم ہو اسے قلمبند کر لیا جائے۔ ہر چند کہ میرے نزدیک یہ کام مشکل بھی تھا اور
 خطرناک بھی۔ ہمارے لئے کم اور شریف کے لئے زیادہ اور جھٹو کے لئے شاید سب
 سے زیادہ۔ لیکن اختر صاحب کے اصرار پر مجھے ہتھیار ڈالنے پڑے۔ چنانچہ ایک
 ہفتے بعد محمد علی کے ہمراہ مجھے بھی بٹے کی ملاقات کے لئے جانا پڑا۔ میں نے اسے
 سوالات ذہن نشیں کرائے اور اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی سمجھایا کہ یہ
 تمام سوالات کی صورت میں یا کسی ایک ہی موقع پر نہ کئے جائیں بلکہ دو تھوڑے





سے بے ترتیب انداز میں ایک ایک بات کی صورت میں بھٹو صاحب سے پوچھے جائیں اور ان پر یہ کسی صورت میں ظاہر نہ ہونے دیا جائے کہ کسی پروگرام کے تحت ان سے یہ سوالات کئے جا رہے ہیں یہ ہدایات دینے کے بعد ہم بٹے سے رخصت ہو کر آگئے، پھر پندرہ روز بعد بٹے سے جو ہماری ملاقات ہوئی تو ہمارے سامنے ایک ایسی داستان آگئی جو قلم ہوشربا سے لکھ کر دیکھنے والے کو ہلکا نہ کرے گی۔ اس کے بعد ہر ملاقات میں ہم بٹے کو نئے نئے سوالات دیتے رہے اور بٹے بنایت پر شیارہ سے بھٹو سے یہ سوالات پوچھنا اور ان کے جوابات یاد کرنا رہا۔ ایک دفعہ کوئی بات اسے دوبارہ پوچھنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو بھٹو حیران رہ گئے، انہوں نے کہا بٹے تم بہت ذہین سے آدمی ہو، جب تم مجھ سے باتیں کرتے ہو تو مجھے یوں محسوس ہو جاتا ہے جیسے میں کسی پریس کانفرنس میں بیٹھا کسی اخبار نویس کے سوالات کا جواب دے رہا ہوں۔

بھٹو کو شک پڑ گا

کہنے کو تو بھٹو نے بٹے سے بڑی غش بات کہی لیکن درحقیقت آج انہیں بٹے کے پاس سے شک ہو گیا تھا کہ۔

وہ کہیں حکومت کا مجری نہ ہو۔ ان کے اس شک کے پائے کئی بار موجود تھے۔ بٹے کا زیادہ تر سیاسی موضوعات پر ہی باتیں کرنا۔ کم قیلم یافتہ محسن کے باوجود بٹے کا ہر انداز سوالات پوچھنا، کم و بیش روزانہ ان کا آپس میں باتیں کرنے اور کسی کو اس کی آج تک خبر نہ ہونا، پیرک کے تمام قیدیوں کی منتقلی کے باوجود بٹے کی وہاں پر موجودگی وغیرہ چنانچہ اگلے روز بھٹو نے ملاقات کے دوران بٹے کو صاف صاف کہہ دیا کہ تم ایسی باتیں مجھ سے مت کیا کرو، کیا تم سیاسی بکواس کے سوا اور کچھ نہیں جانتے بٹے نے کہا صاحب! آپ سیاسی آدمی ہیں۔ اس لیے میں آپ سے ایسی باتیں کرتا ہوں۔ میرے ساتھ رہنے والے تمام قیدی چور چکار اور ڈکیت تھے۔ میں ان سے محول سے شک تھا جب سے آپ یہاں آئے ہیں میں آپ کے سوا کسی سے کوئی بات نہیں کرتا۔ اگر آپ ناراض ہیں تو میں آپ سے کچھ نہیں پوچھوں گا اور آئندہ اسے طرف اگر آپ کو اپنی شکل میں نہیں دکھاؤں گا۔ یہ تمام باتیں اس لیے کہ اس سادگی اور بے غلطی سے کہیں کہ بھٹو صاحب کا شک رفع ہو گیا۔ کیونکہ بٹا ایک سیدھا سادا سانو جوان تھا اس کے چہرے بشر سے اسکی سادگی اور شرافت کی گواہی ملتی تھی اور بھٹو صاحب بٹے جتنا مزیدار اور حیا مند تھا اس انسان تھے۔ ان کے تجربے نے بتایا کہ بٹا ایسا نہیں ہو سکتا۔

واقعہ بات بھی یہی تھی۔ بٹا بچا رہ معمول تھا۔ اس کے معاملہ جیل سے باہر تھے اور حکومت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہ تھا چنانچہ ملاقاتوں اور باتوں کا یہ سلسلہ پھر سے جاری ہو گیا اور اس وقت تک جاری رہا تھا آٹھ بھٹو پنڈی جیل میں مشغول ہو گئے۔ اور بھٹو چلے گئے۔

مسٹر بھٹو کے پنڈی جیل پہلے جانے کے بعد میں نے اپنی کارگزاری کا لفافہ دفتر صاحب کے سپرد کر دیا لیکن وہ بشر تھے کہ مجھے پنڈی جا کر کوئی ذریعہ تلاش کر کے بھٹو صاحب سے ملاقات کے لیے ضروریات حاصل کرنی چاہیں۔ میں پنڈی گیا وہاں پہلے جی اے ایف کے رابطہ قائم کیا جیسے جیسے پتہ چلے یہ ایک الگ داستان ہے پھر حال مجھے وہاں سے کام کو ٹھاپڑا۔ پنڈی میں بھٹو صاحب سے ملاقات کے لیے کسی قیدی نمبردار وغیرہ کو تلاش کرنا ممکن تھا لیکن اس بات کی کوئی ضمانت نہ تھی کہ بھٹو صاحب اسے منہ بھی لگاتے ہیں یا نہیں۔ اس سے پہلے جو کچھ ہو چکا تھا وہ ایک معجزہ تھا اور معجزے روز روز نیا اپنی مرضی سے ظاہر نہیں ہو سکتے۔ میں اسی شش پنج میں مبتلا تھا کہ بٹے کی ملاقات کا دن آگیا اس سے پہلی ملاقات میں وہ میرے اس کے

پاس نہیں جا سکا تھا۔ اس نے میرے نہ آنے کا شکوہ کیا۔

آٹھ روز بٹے سے نہ کر لے جو بٹے پانچ خوش ہوئی تھی وہ قابل بیان ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس خوشی کی لذت میں آج تک محسوس کر رہا ہوں بٹے نے اپنے جیل کے ذرائع سے خود ہی بھٹو صاحب سے رابطہ قائم کر لیا تھا اور وہ اس امر پر بے حد مسرور تھا کہ بٹے نے ہماری بڑا کوشش کے باوجود اپنے پنڈی کے ذرائع کے بارے میں ہمیں کچھ نہیں بتایا۔ البتہ اپنی کہانی کے ابواب وہ کھل کر تار مار یہاں تک کہ بھٹو کے سناٹے صورت پر عمل درآمد ہو گیا۔ بٹے اور بھٹو کے مابین جو سوال و جواب ہوئے ان میں بھٹو کی ذاتی، خاندانی، سیاسی زندگی سے لے کر جلی اور بین الاقوامی مسائل تک شامل ہیں۔ اب آپ جیل کی دنیا میں جنہے لے والی اسی اندھکی کہانی کے سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں۔

سوال و جواب

بٹے نے سوال کیا۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ کے خلاف قائم ہونے والا مقدمہ قتل ایک سیاسی کہیں ہے لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ نے اپنے دور حکومت

عجب شے ہے واللہ

کوثر نیازی



کی غلط سیاسی پالیسیوں کے باعث چلیا رڈال کر گر تار برس گئے تھے۔ میری حکومت نے ۷۷ سے پابندیاں اٹھا کر لاکھوں مسلمانوں کو بچ کر نئے کام تو نہ فرما کیا میں نے نوے ۹۰ سالہ قادیان مسلمانوں کو سیاسی سطح پر چل کر دیا اس میں کبھی بدکردی نہ تھی۔ دنیا بھر میں اس کی امداد امریکا میں کام کرنے والے قادیانی اداروں نے مجھے مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کروانے کی دھمکیاں دیں۔ اس طبع کے بدعشر بہ اخلاق سے ایک بہت بڑے معافی شورش کش کا شیریں مرحوم نے اپنے اخبار (جہان) میں واضح طور پر لکھا کہ قادیانیوں نے جسٹس حکومت کا تختہ الٹے اور جسٹس کو قتل کر دے اسے مانتی بنایا ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ حکومت کا وعدہ معاف گواہ مسعود محمود بھی... قادیانی ہے ؟

آج یہ الزام بھی مجھ پر لگایا جاتا ہے کہ میری سپیشل فورس، ایف ایف ایف نے تحریک کے دوران یا اس سے پہلے سیاست دانوں اور دوسرے بے گناہ مشہور لوگوں پر ظلم و ستم کیا۔ لیکن خود یہی لوگ کہتے ہیں کہ ۱۹۵۲ء کے تحریک ختم نبوت کے دوران قادیانی جوانوں نے فوجی دروہیاں پہن کر لوگوں کا قتل عام کیا تھا۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ میری حکومت کو بدنام کرنے کے لیے مسعود محمود قادیانی نے اپنی جماعت کے اشارے پر ایف ایف ایف کے قادیانی جوانوں سے خود ہی یہ تمام منہم کر اٹھے ہوں۔ آخر یہ کب ختم ہو رہی ہے کہ ملک میں جتنے بھی چھوٹے بڑے بڑے واقعات رونما ہوتے ہیں

میں اپنے سیاسی مخالفین پر ظلم ڈھائے۔ سیاسی حریفوں کو رسوا کیا۔ اپنے رفقاء کو نئے آکر کے حکومت سے لال باہر کیا۔ یہاں تک کہ اپنی جماعت کے ایک سابق دکنس احمد رضا قصوری پر اپنی سپیشل فورس ایف ایف ایف کے اہل کاروں نے حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں اس کا باپ نواب محمد احمد مارا گیا۔ اس کے باوجود آپ کا یہ دعویٰ کہ یہ مقدمہ سیاسی ہے۔ سبے وزن نظر آتا ہے۔ اس سوال کے جواب میں جسٹس صاحب کا کہنا تھا کہ :-

میرے خلاف امریکی سازش

جنے لوگوں نے امریکا کے اشارے پر میری حکومت کے خلاف تحریک چلائی۔ ان کی اس ملک میں دن رات ہر طرف بربریت کے مناظر نظر آتے تھے۔ وہ سوئے جاگتے تھے اور میرے دربار کو قلم اور جفا کرتے رہے۔ لیکن ان کو میری حکومت کی کوئی غلط کارنامہ نظر نہ آیا۔ آخر کیوں؟ یہاں پہلے بھی بڑی بڑی حب الوطنی کی دعوے دار حکومتیں برسرِ اقتدار آئیں۔ لیکن کسی ایک حکومت نے جی ملک کا دفاع بند کرنے کے لیے کوئی قدم اٹھایا؟ کوئی عالمی سربراہی کا آفر نس بلا کر عالم اسلام کے اتحاد کے لئے راہ ہموار کی؟ میں نے مزید لوگوں کو زندگی گزارنے کا طریقہ سکھایا۔ جینے کی ایک دسی۔ آزادی کا دوا بھننا۔ میں نے سابقہ حکومت کی نااہلی کے سبب جاری فیروں جلنے والے ہاتھ سے ہزار ہزاروں کو نجات دلائی جو محض ایک حکومت

وہ فتنہ برافظہ کے لہا پر ہوتے ہیں یا وہ ان سے باخبر ہوتا ہے؟

مسٹر احمد رضا قصوری کی مشہور احمدی لیڈر سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے رشتہ داری ہے۔ ان کی ایک بیٹی یا نواسی احمد رضا کے گھر ہے۔ کیا یہ بات قرین قیاس نہیں کہ احمد رضا قصوری پر حملے کے پہچھے بھی یہی قادیانی مروج کا فرما ہو؟

میں عدالت میں یہ نہیں کہوں گا کہ قادیانی اس واقعے کے ذمہ دار ہیں، اگرچہ میں اس چیز کے حق میں دلائل دے سکتا ہوں۔ لیکن اگر میں نے یہ راز قاضی کر دیا تو یہ میرے ملک کے حق میں مفید نہ ہوگا، کیونکہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ قادیانیوں نے میرے خلاف جو سازش کی ہے اگر وہ طاقت از باہم ہو گئی تو اس کے بعد وہ جس منصوبے پر عمل کریں گے اس سے ملک میں فوج کی تعداد بہت بڑھ جائے گی۔ نتیجہ میں اتنی بات بتاؤں کہ اس منصوبے میں مسٹر عبدالستار، ای ایم او ایل، پروفیسر عبدالغفور اور خورشید احمد شامل ہیں قادیانیوں کا لندن پلانٹ یہ منصوبہ لندن میں تیار ہوا، اسرائیلی مشینوں کی ٹیکنالوجی پر تیار اور اسرائیلی سی آئی کے ذریعے سے عمل جامہ پٹایا گیا۔ کیا جنرل ضیاء اس بات سے انکار کریں گے کہ انہوں نے بلوچستان کے قادیانیوں کو خوش کرنے کے لیے جس گورنر کا دباؤ پر قرار کیا ہے وہ قادیانی ہے اور مفتی محمود اس سلسلے میں ان سے زبان احتجاج بھی کر چکے ہیں۔ لیکن مفتی محمود جنرل کے خلاف وہ ہنگامہ نہیں کر داسکے جو میرے خلاف کر داتے رہے ہیں۔ اس لیے کہ جنرل کی پشت پر امریکہ جیسی طاقت موجود ہے۔

جنرل ضیاء اور امریکہ

یاد دہانی میں کہی جا رہی ہے کہ کسی فوجی جنرل کو پھر آئینی طریقے سے ملک کے صدر کا عہدہ سنبھالنے

پر امریکہ نے تیار کردہ ہادی ہو، جبکہ جنرل ضیاء نے پاکستان کے صدر کا عہدہ سنبھالا تو سب سے پہلے امریکی صدر نے انہیں مبارکباد دی کہ اس سے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ امریکہ موجودہ حکومت کی پشت پناہی کر رہا ہے اور امریکہ ہی نے میری آئینی حکومت کے خلاف ملک گیر تحریک چلائی تھی۔ قومی اتحاد کے لیڈر جو سیاسی میدان میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتے وہ مجھے موجودہ فوجی قوتوں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے مجھے قاتل قرار دیتے رہتے ہوئے ہیں اور جو ہدیری ظہور الہی ان میں سب سے آگے ہے۔ حالانکہ ہدیری ظہور الہی کا مجھ سے صرف یہی اختلاف ہے کہ میں جاگیر داروں کے خلاف ہوں اس وجہ سے جو ہدیری کو بھی اپنی ناجائز طریقے سے بنائی ہوئی جاگیریں نظر سے میں نظر آتی ہیں۔ آخر ایک ریڈ کانٹریبل کر دیتی کیسے بنی گی؟ کیا کوئی ریڈ کانٹریبل جائز طریقے سے کر دے گا؟ وہ پے کی جاگیر بنانا تو الگ رہا اپنا ذاتی مکان جس بنا سکتا ہے۔ ہدیری ظہور الہی کو مجھ پر ایسا الزام عائد کرتے ہوئے شرم آتی چاہیے تھی کیونکہ ذاتی طور پر جو ہدیری نے کر کے قاتل پال رکھے ہیں جو ہدیری ظہور الہی نے اپنے نوکر کو کئی خدمات کے سلسلے میں جھگڑا کر دی ہے۔ ان خدمات سے کوئی نہیں واقف۔ یہ وہی خدمات ہیں جو چیف راجے یا خان قیوم اپنے ساتھیوں سے لیتے ہیں۔ وہی خدمات ہیں

جو دو تہہ اپنے ساتھیوں سے تیار ہوا۔ اگر قومی اتحاد والے پہچے ہیں تو انہوں نے اپنی تحریک کے دوران مجھ پر یہ الزام کیوں نہیں عائد کیا۔ سوائے یہ ہے کہ قومی اتحاد نے میرے اتنے بڑے اور گھناؤنے جرم کو قوم کے سامنے کیوں نہیں پیش کیا۔ وہ میری

شراب نوشی پر غور کریں کرتے رہے۔ میں جانتا ہوں کہ میں نے گاربوں، لیکن ان لوگوں کے نزدیک شراب نوشی قتل سے بڑا جرم ہے، ہر لوگ میری شراب نوشی پر دغوا کر سکتے تھے۔ انہوں نے میرے قتل سے بڑے جرم پر کیوں زبان بند رکھی اور اب فوجی حکومت کے زیر سایہ انکی زیادتی سے کیوں کھلے گئے۔

یہ سیاسی یتیم ہیں

میں ان لوگوں سے ہرگز خوف زدہ نہیں۔ میں باہر نکلا تو ان سب بد معاشوں کو میدان میں شکست دوں گا۔ یہ میرا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہ الزام تو لگا سکتے ہیں لیکن میرے مقابلے میں سیاست نہیں کر سکتے۔ یہ سیاسی قیوں کا ایک ٹولہ ہے جس میں نوابزادہ نصر اللہ کے سوا کسی کو سیاسی بصیرت نہیں ہے۔ میرے قریب داد سیاست دان اور مکران پٹے آکر ہے ہیں اور خود یہ سیاست دان بھی مجھ سے سیاست سیکھ کر میرے مقابلے میں آئے ہیں۔ اگر وہ لوگ پہچے ہوتے تو مجھے میدان میں کام کرنے دیتے۔ میں پھر دیکھتا کہ ان میں کتنا دم ٹم ہے؟

دن کو گالیاں رات کو بھیک

ان سیاست دانوں کا کردار یہ ہے کہ یہ دی کو ہتھوں میں لے لیاں دیتے تھے اور رات کو چور درازوں سے آکر مجھ سے خیرات بھی لے جاتے تھے۔ میں نے کبھی بھی ان کو خالی ہاتھ نہیں جانے دیا۔ میں جانتا تھا کہ یہ خیرات باہر جا کر میرے ہی خلاف استعمال کریں گے، لیکن میں اتنا کم ظرف نہیں تھا کہ اپنے دروازے پر آنے والوں کو دھت کار دیتا۔

رفیق باجوہ کو ۱۰ لاکھ دیے

میں نے رفیق باجوہ کو بھی پانچ سو ملین دیے۔ باجوہ نے کہا آپ تمام مصطفیٰ بن کر نافرمانی کرنے کی کوشش کریں۔ میں آپ کے حق میں اپنی حفاظت کے زور پر ملک بھر میں فضا ہموار کر دوں گا۔ ملک بھر میں جلسوں کے انتظامات ہر دس لاکھ روپے صرف ہوں گے۔ مسٹر باجوہ قسم کھائیں کہ کیا میں نے انہیں خالی ہاتھ بھیجا ہے؟ حالانکہ میں باجوہ قومی اتحاد کے پلیٹ فارم پر مجھے سب سے زیادہ گالیاں دیتے رہے۔

جب مجھ سے یہ پوچھا کہ کیا جنرل ضیاء بھی امریکی حکومت کے آکر کار ہیں تو مجھ نے اثبات میں جواب دیا۔ اور جب یہ پوچھا گیا کہ اگر آپ کو اس بات کا علم تھا تو آپ نے انہیں آکری کا چیف آف سٹاف کیوں بنایا؟ اس سوال کے جواب میں مجھ نے ایک طویل کہانی سنائی جو حسب ذیل ہے۔

جنرل ضیاء کا قرآن اور ترقی

یہ بات تو مجھے حکومت سے الگ ہونے کے بعد معلوم ہوئی کہ جنرل ضیاء امریکہ کے ہاتھ میں کھل رہے ہیں۔ جب تک میں حکومت میں تھا مجھے ان کے کردار کے

مارے میں کوئی شبہ نہیں تھا بھلا تک انہیں چیف آف پولیس کے ہاتھوں سے لے کر اس کی دو وجوہات تھیں۔

پہلی وجہ یہ تھی کہ ایک بار میں ملتان کے دورے پر گیا تو مسٹر صادق حسین قریشی کے اصرار پر میں ان کے یہاں قیام پذیر رہا ایک روز جب ایک میجر جنرل کی طرف سے ملاقات کی درخواست ملی۔ اس سے مصر و نیات کے، ملت ملاقات سے انکار کر دیا۔ دوسرے روز پھر اسی جنرل کی درخواست آئی تو میں نے اسی کا نام پر چھا تو معلوم ہوا کہ میجر جنرل ضیاء الحق ہے۔

میں نے اگلے روز ان کو ملاقات کا وقت دے دیا۔ تب وہ دروازہ پر ملاقات کے لئے میرے پاس آئے تو میں مسٹر قریشی کے مطالعہ کے کمبے میں بیٹھ گیا۔ ضیاء الحق کو دین بایا گیا۔ الحق جب کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے مجھے فوجی سلوٹ کیا اس کے بعد آگے بڑھ کر مجھ سے معاملہ کیا اور دوسرے روز ان کے ہاتھوں پر جو کمزور گھٹا لکھا گیا۔ ابھی ان کے اسے انداز ملاقات پر حیران رہا تھا۔ کہ وہ نیازی سے قریب پڑی کہ یوں کی اطلاع کے طرف بڑھے اور وہاں سے نہ ان کا، نہ رات اور پھر تو ان اب میرے سامنے جبر دیکھ کر کہنے لگے۔

”میرے اس ترانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں آپ کا سب سے زیادہ وفادار ہوں۔“ آپ میرا نیڈرلی میں ہیں آپ کو پسند کرتا ہوں آپ ہمارے نکات رہنمائی ہیں۔ آپ اپنے دورے سلطان صلاح الدین ایوبی میں۔ آپ سے بھارت جیسے خط ناک دشمن سے ہمارے جو انوں کو تر کر کر پاکستان کو دہائیوں میں بند کر رہا ہے۔“

میں نے جنرل کی اس بی جگہ کی تقریر سے متاثر ہو کر ان کو خلوص اور قدرے متاثر ہو کر انتہائی شفقت سے اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ لیکن وہ بیٹھنے کے بجائے دو قدم پیچھے ہٹ کر اب کھڑے ہو گئے۔ میں نے کہا جنرل تاد تبیس کسی چیز کی ضرورت ہے ترقی چاہتے ہو کسی بھٹے والی تعلیم کے لئے یا ہر بھگوانا چاہتے ہو بلوچستان کی تہاڑی ہر طرح درد کر دے۔

ضیاء الحق نے تسلسل میں کہ نہیں جانتا میں صرف آپ کو دیکھ آیا تھا ملاقات کی خواہش تھی سو وہ پوری ہو گئی اب اجازت ہے۔ میں نے انہیں پڑی کمر جوشی سے معافی کر کے رخصت کیا میں اس شخص کی بے ساختہ گفت سے بہت متاثر ہوا اور اس وقت میں نے اس شخص کی بات کو ایک عقیدت مند کے جہان کی کیفیت سمجھا اور زندگی میں غالباً پہلی بار میرے قدم آں پاک کی قسم کھا کر دے اس شخص سے دھوکہ کھایا۔ اور میں نے اس کا نام اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا۔

شاہ حسین کی سفارش

چند ماہ بعد ایک دفعہ میں فوج کے سپرنٹنڈنٹ افسران کی ٹیم میں رہا تھا کہ ساتھ ضیاء الحق کی ٹیم بھی آگئی یہ ایک جوئیئر افسر تھا، لیکن اس کی مثال پر اردو کے شاہ حسین نے جنرل ضیاء کی خدمات کی تعریف کی تھی اور ساتھ ہی لکھا تھا کہ جنرل ضیاء ترقی کا مستحق ہے یہ سفارش اسی اس خدمت کے عوض تھی کہ ۱۹۶۹ء میں پاکستان کی طرف سے وہ اردو فوج کو تربیت دینے کے لیے عمان گئے تھے۔ ان دنوں اردو اور فلسطینی محاذ آزادی کے درمیان کھینچ تائی ہو رہی تھی۔ اس موقع پر جنرل ضیاء نے غالب فلسطینیوں کو ہاتھ



میں بڑی بھارتی کا مظاہرہ کیا۔ وہاں اس نے شاہ حسین نے ان کی خدمات کو دیکھ کر بہت اچھے مزاج کے مطابق ان کے بت یہ سرٹیفکیٹ لکھوا دیئے۔ اس سفارش کو تین بار پڑھا پھر میں نے یہ سوچ کر کہ جو شخص ایسا بات کی بددیہی رہے فلسطینی محاذ کے خلاف اردو فوج کو لڑا سکتا ہے وہ اپنے ملک کی فوج کو دشمن کے مقابلے میں کس بہتر طور پر تیار کر سکتا ہے اس پر حیران اور اس نے ساتھ ہی ان کی وہ ملاقات بھی یاد آئی جو عمان میں ہوئی تھی۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ اس جنرل کو ترقی دینی ہے۔ یہ ترقی دینے کے لئے میرے پاس یہ جو نہ ہو وہاں حال چھا دوسرے دن جب عظیم کے دورے سے فوج میں بھرتی ہوئے تھے مگر ۱۹۶۴ء میں یہ تین سالہ فارورڈ کے باوجود صرف لیفٹننٹ کرنل کے عہدے تک پہنچے۔ ۱۹۶۵ء میں ملحق ہو کر بریگیڈیئر بن گئے۔ ۱۹۷۱ء میں جب میں سربراہ آف آرمی میں نے ان کو کس سفارش کے بغیر ہی میجر جنرل بنا دیا اب ایسا موقع تھا کہ اگر میں اس کو مل سروس دے دے جنرل کو چیف آف سٹاف بنا دیتا تو مجھ پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا تھا چنانچہ ۱۹۷۵ء میں میں نے انہیں بلا کر اپنے ارادے سے آگاہ کر لیا کہ انہوں نے یہ ذمہ داری اٹھانے سے کافی پیچیدگی سے انکار کر دیا اب میرا ارادہ ان کے بارے میں اور بھی پختہ ہو گیا۔ ان کا انکار میرے نزدیک ان کا اہلیت کی دلیل تھا۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ میں اپنا ارادہ

[illegible]

نور شمس کا شمیری کا ذکر

۱۔ اگرچہ کہ یہ سب باتیں شریعت میں مذکور ہیں۔
 ۲۔ اگرچہ کہ یہ سب باتیں شریعت میں مذکور ہیں۔
 ۳۔ اگرچہ کہ یہ سب باتیں شریعت میں مذکور ہیں۔
 ۴۔ اگرچہ کہ یہ سب باتیں شریعت میں مذکور ہیں۔
 ۵۔ اگرچہ کہ یہ سب باتیں شریعت میں مذکور ہیں۔
 ۶۔ اگرچہ کہ یہ سب باتیں شریعت میں مذکور ہیں۔
 ۷۔ اگرچہ کہ یہ سب باتیں شریعت میں مذکور ہیں۔
 ۸۔ اگرچہ کہ یہ سب باتیں شریعت میں مذکور ہیں۔
 ۹۔ اگرچہ کہ یہ سب باتیں شریعت میں مذکور ہیں۔
 ۱۰۔ اگرچہ کہ یہ سب باتیں شریعت میں مذکور ہیں۔

جدید ترین ورائٹی

کا واحد مرکز

ملکہ
یہ سنو

ہولڈال - سوٹ کیس
بریف کیس وغیرہ -

فان

مال آرڈر پر بھی تیار کیے جاتا ہے۔ اس کے علاوہ لیدر سوٹ کیس بھی دستیاب ہیں۔ ————— حملہ ج کرام کیلئے خصوصی رعایت۔

کلیکتہ لیدر سبور طرز (جبرٹ)

۶۱- انارکلی- لاہور

چونکہ صرف کرتے ہیں جس وقت وہ قادیانیوں کے خلاف تبلیغ میں صرف کریں
میری حکومت اس مسئلے میں انکی ہر طرح مدد کرنے کو تیار ہے۔

قادیانیوں کے سیاسی حربے

شورش دہشت گردی نے میرے اس جواب کے بعد مجھ پر قادیانی
جماعت کی سیاسی حیثیت واضح کی اور چار گھنٹے کی گفتگو میں انہوں نے ثابت کیا کہ
قادیانی پاکستان کے اندلی دشمن ہیں۔ وہ پاکستان میں ہنجر اٹھ جانے کے خوب
دیکھ رہے ہیں۔ ان کی پیٹنگوں اور ابھارتوں کے خلاف میں وہ روسے میں اپنے
مردوں کے انتہائی طور پر دفن کر رہے ہیں۔ انہوں نے روسے میں ایک متوازی
حکومت قائم کر رکھی ہے جس کی اپنی فوج، اپنی پولیس، اپنا سکڑیٹ اور اپنا
ہی اندازت خارجہ اور داخلہ ہے۔ شورش نے جو کچھ کہا اس پر باحوالہ دلائل
دیا اور سب سے آخر میں اس نے جو ملوث محمود کی طرف ایک جذباتی مطالبہ کیا۔
اس نے مطالبہ کو قبول کرنے کے لئے میرے سامنے اس کے درمیان کا تیار
مٹھا اور میں نے دل ہی دل میں یہ مسئلہ حل کرنے کا فیصلہ کیا۔ انھار میں اس نے
موقع پر شورش نے ایک ایسی حرکت کی جس سے میں کانپ گیا۔ اس نے سامنے مولوں
ان محمود کے کہہ دئے تھے وہ بھی ٹرے جہان کوئے شورش نے گفتگو کے
درمیان برسے جذباتی انداز میں بتایا کہ کچھ برس سے یاد ہے پڑھنے میں نے
شورش کو اسکی غلط کام اس وقت سے اٹھا کر کے سے بڑا کمر شورش
لڑ رہی تھی اور کہنے کا کھوسا سبب۔ ہمارے پاس کوئی غلط ہے ہم
ایکے کھوسا ہے اپنے آقا و مولیٰ کی عزت و عظمت کا لاپرواہی کر کے ہم۔ ہر دور
دینی قوم۔ آج تک پیدا ہی نہیں کی ہوگی۔ ہم اس وقت سے رہتے۔
کامیابی۔ ہر کام میں سبب و مایوں سے ملد و لگی کی نوبت کا ناچ چہرے
کرتا ہے تو اس کو ارضی کر میں بھرتوں نے رہنے ہوئے میرے سامنے
پہنچا ہوا جھوٹا کہا۔

میں نے جواب دیا: میں آپ سے اسے اور آپ کے کسی ختم و شعلہ کی تباہ
مانگتا ہوں۔ آپ میری زندگی کا تمام خدمات اور بکنا ہے میں۔ میں خدا کے
حضور خالی ہاتھ چلا جاؤں گا۔ مگر خدا کے لیے اپنے نبی کی موت کی مخالفت کر
دیجیے! یہ میری مجبوری نہیں، غلطہ بنتی ہے مجبوری ہے۔ یہ خود اس کی جھڑپ
ہے جس کی موت پر نہ صرف قتل اور جہنم ہے۔ یہ راز دل میں چھپا ہوا ہے۔
آپ نہ تھیں۔ میرے بدن میں ایک ہر جہری سے آگئی ہیں میں خود مسکرتا ہوں۔
ہم کا کلمہ چڑھتا تھا۔ اس موقع پر شورش نے بات جب اس قدر ترقی کر لی
تھی کہ وہ تھا اور میں نے مسلمان کی حیثیت کے سوا ہر حیثیت مٹا لیا تھا میں
نے شورش سے وعدہ کر لیا کہ میں قادیانی مسئلہ منور و اعز و حل کر دوں گا۔
میں نے یہ مسئلہ سڑکوں پر نہیں بلکہ قانون کے مطابق پاکستان کی قومی سطح پر حل کیا
اور قادیانی پاکستان میں جیتے پھرتے کے لئے غیر مسلم قرار پائے۔

خطابت کا جادو

شورش نے وعدہ کیا تھا کہ میں پتہ کرے میں گئی کرو ایک سو تپا۔ ہر
شخص نے شاید مجھ پر
ہر دو کردیا ہے پھر ایک بھے شورش سے استاد سید عطاء اللہ شاہ بخاری کن
خطابت و دشمنی، ان لوگوں کی خطابت میں واقعی ہادوس ہے۔ عظیم آدمی کے جذبات

ماہنامہ

بصیرۃ

۷

آغازِ نوپیر

ہم ادارہ کے

جملہ کارکنوں

کو مبارکباد

پیش کرتے ہیں

حافظ غلام مرتضیٰ

راوی
ماڈرن سیکریٹری ۲۳۰ رود

بالمقابل مسجد صحابہ، لاہور

میں یہ بات بھی سن سکتے ہیں جو یہی کہہ رہے ہیں کہ یہ
 یہاں پر ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف اس شخص کی موت
 کے خلاف اس شخص کی موت کے خلاف اس شخص کی موت
 کے خلاف اس شخص کی موت کے خلاف اس شخص کی موت

شاہ فیصل بھی کہہ گئے تھے

عالمی سطح پر یہی بات کہہ رہے ہیں کہ یہاں پر ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف اس شخص کی موت
 کے خلاف اس شخص کی موت کے خلاف اس شخص کی موت
 کے خلاف اس شخص کی موت کے خلاف اس شخص کی موت

نفاذ اسلام کا مطالبہ ناقابل عمل ہے

میں نے یہ بات کہہ رکھی ہے کہ یہاں پر ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف اس شخص کی موت
 کے خلاف اس شخص کی موت کے خلاف اس شخص کی موت
 کے خلاف اس شخص کی موت کے خلاف اس شخص کی موت

اتحاد کے نمائندے دب گئے تھے

مگر قومی اتحاد کے نمائندوں کے خلاف اس شخص کی موت کے خلاف اس شخص کی موت
 کے خلاف اس شخص کی موت کے خلاف اس شخص کی موت
 کے خلاف اس شخص کی موت کے خلاف اس شخص کی موت

میں نے یہ بات کہہ رکھی ہے کہ یہاں پر ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف اس شخص کی موت
 کے خلاف اس شخص کی موت کے خلاف اس شخص کی موت
 کے خلاف اس شخص کی موت کے خلاف اس شخص کی موت

جانشین کھرک واپسی

میں نے یہ بات کہہ رکھی ہے کہ یہاں پر ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف اس شخص کی موت
 کے خلاف اس شخص کی موت کے خلاف اس شخص کی موت
 کے خلاف اس شخص کی موت کے خلاف اس شخص کی موت

رفیع رضا اور کوثر نیازی بھی امریکی پکٹ اپ

میں نے یہ بات کہہ رکھی ہے کہ یہاں پر ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف اس شخص کی موت
 کے خلاف اس شخص کی موت کے خلاف اس شخص کی موت
 کے خلاف اس شخص کی موت کے خلاف اس شخص کی موت

۵ جولائی کا مارشل لا

میں نے یہ بات کہہ رکھی ہے کہ یہاں پر ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف اس شخص کی موت
 کے خلاف اس شخص کی موت کے خلاف اس شخص کی موت
 کے خلاف اس شخص کی موت کے خلاف اس شخص کی موت

[illegible]

پریس

ایڈیٹر پبلکیشنز

آرڈی نٹس

تنظیم
تقریر احمد



یا کستان

میں بڑے بڑے شیر مر گئے مگر پریس
آرڈی نٹس کا یہ کاغذی شیر غلامی کے دور
سے آزادی کے عہد تک زندہ رہا اس کی
مرغوب غذا ہے اخبار نویسوں کا
منازہ خون !

۵۔ حوالہ کی فراہمی کی بیعت مکہ، چٹھیں، انانج
کے، چٹھ میں آگئی، عمومی حکومت کے کھنڈیٹر میں
حکومت کے مطابق ہمارے کو آگے جانے کا حوالہ کیا جس
دور میں کوئی ڈیپارٹمنٹ بھی رہے گئے ہمارے ملک
مقابلہ میں شامل نہ ہو، خواہ جس دور میں بیعت نہ ہو
یہ ضروری ہے کہ اس کے دوران میں اس سے
سوائے کیا ہو نہیں سکتا، یہ کہ کتاب ڈیپارٹمنٹ میں
ملے آگے ایک ہیڈروڈ ڈیپارٹمنٹ کے ہیں، اور یہ وقت
میں بیعت نہ ہو، اور اس میں اس کے دور میں
مل کے ساتھ ساتھ بیعت کی یہاں سے کہ جو حال میں
یہ آرٹس میں حوالہ ہو، اس کو کسی سیاسی تعاقب
نے نہ کر دیا اور اس میں سے اسے اخبار نویسوں پر مسلط

اس ایکٹ میں کوئی دفعہ ایسی نہیں ملتی جس کے
محتک مجسٹریٹ متعلقہ حکومت چاہے نہ تادم کرنے
یا جملہ کے اقرار نامے کو منظور کر دے یا دیگر
دینے سے انکار کر دے

ہر طبقہ یقیناً ہو کر اس کا عمل، ملک کے دماغ خارج
 ایسی یا تحفظ عام کے مٹانی ہوگا۔
 اگر ایسا ہو تو حکومت اپنی معلومات سے اپنی گرفت کی بجائے
 کو آگاہ کرے گی اور اگر صحیح فیصلہ کرے گی یہ معلومات درست
 ہیں تب حکومت برصغیر کا حکم جاری کرے گی۔
 کمیشن سے اپنی ضروریات کے مطابق نامہ شریک ضروری
 مالی وسائل اور انڈسٹریل ضروری مصاحبت کے ہونے پر
 بخیر نہ ہے۔
 کمیشن نے ایڈیٹر کے لیے طلبہ استعداد کا یہ معیار
 بخیر کیا تھا۔
 (۱) مصافحت میں ڈیڑھ ماہ
 (۲) یا پھر ریاست کی ڈگری یا قومی زبانوں میں اخبارات
 کے سربراہان کے لیے علوم شریک کے مساوی ڈگری۔
 (۳) یا اخبار کے دفتر میں کم از کم پانچ سال کام کرنے کا
 صلاحیت بخیر۔
 مالی وسائل کے بارے میں کمیشن کی کچھ بڑھتی کر
 اخبارات کے دعووں کے پاس حسب دین مترجم کے
 مطابق سربراہ کا کافی سمجھا جائے یہ شرط اس حساب سے
 مقرر کی گئی تھی کہ ہر اخبار کا سونے کے پاس چھ مہینے
 کے اگلا ہاتھ کا انتظام ہو جائے۔
 ۱۔ انگریزی روزنامہ ایک ہر ایک
 ۲۔ ملکی زبان میں روزنامہ ایک ہر ایک
 ۳۔ انگریزی روزنامہ اور شام کو شائع ہونے والا پچیس
 ۴۔ روزنامہ

۱۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۲۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۳۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۴۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۵۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۶۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۷۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۸۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۹۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۱۰۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۱۱۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۱۲۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۱۳۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۱۴۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۱۵۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۱۶۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۱۷۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۱۸۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۱۹۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۲۰۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۲۱۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۲۲۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۲۳۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۲۴۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۲۵۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۲۶۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۲۷۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۲۸۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۲۹۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۳۰۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۳۱۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۳۲۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۳۳۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۳۴۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۳۵۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۳۶۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۳۷۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۳۸۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۳۹۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۴۰۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۴۱۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۴۲۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۴۳۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۴۴۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۴۵۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۴۶۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۴۷۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۴۸۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۴۹۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۵۰۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۵۱۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۵۲۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۵۳۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۵۴۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۵۵۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۵۶۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۵۷۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۵۸۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۵۹۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۶۰۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۶۱۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۶۲۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۶۳۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۶۴۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۶۵۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۶۶۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۶۷۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۶۸۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۶۹۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۷۰۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۷۱۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۷۲۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۷۳۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۷۴۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۷۵۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۷۶۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۷۷۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۷۸۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۷۹۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۸۰۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۸۱۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۸۲۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۸۳۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۸۴۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۸۵۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۸۶۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۸۷۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۸۸۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۸۹۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۹۰۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۹۱۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۹۲۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۹۳۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۹۴۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۹۵۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۹۶۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۹۷۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۹۸۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۹۹۔ انگریزی ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ
 ۱۰۰۔ ملکی زبان میں ہفت روزہ ہر ہفت روزہ ہر ہفت روزہ

حزب اللہ

کیسا چاہتی ہے؟

- توحید و سنت کی حمایت اور شرک و بدعت کی مخالفت۔
- فرقہ وارانہ سیاست کی حوصلہ شکنی اور ملک و قوم کے وسیع تر اتحاد کی محنت۔
- نوجوانوں کو اسلام سے قریب تر کرنا۔
- اور اتحاد و دہریت سے بچانا۔

اگر

آپ کے نزدیک یہ امور خیر ہیں
 تو ہم سے تعاون کیجیے اور
 حزب اللہ کے رضا کار بن جائیے
 (مولانا) سَیْفُ اللہ اَکْرَم

صدر

حزب اللہ لاہور

خاص و بی خاصی کی خوشنما اور لذیذ ترین مٹھائیوں کا واحد مرکز۔

گوشہ شیریں

انارکلی ————— لاہور

بیابان - شادیوں جلسوں اور پارٹیوں کیلئے

آرڈر دینے پر خاص الخاص انتظام

کے احاطہ : —

بھارت کا اٹوٹ انگ نہیں پاکستان کا جزو لاینفک ہے

پنڈت پریم ناتھ بزاز

[illegible]

بڑے پرچہ، تو یہ کام سرقدارانہ کام نہیں ہے بلکہ تھوڑے روزوں کے، بالغ نگرانہ انصاف پسند
 لوگوں سے حیران کن طریقے حاصل کر چکا ہے۔ وہ نہ صرف ریاست جہولہ کشمیر کے بلکہ
 بھارت کے کئی حصوں کے جنہوں کے یہ ہے بلکہ انہوں نے بھارت کے کئی حصوں کے
 پاکستان کے کئی حصوں کے۔ ہم ذیل کے سے نادر دنیا کے کتاب کے تین حصے پیش
 کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

ہندوستان کہ پاکستان؟

[illegible]

تسلیں۔ جو کستان کا رجم اور سرور، مقدار جھٹ دیتا ہے۔ میں مسکو بگ کے
دو قومی نظریہ کو بھی میں مانتا۔ میں سے یہی عقیدہ۔ کی بیشمار پیمانی کی ہے
اور دو قومی نظریے کی دس دس ہستے ہیں، اس وقت مخالفت کی تھی، جب
پہل بار سے تانہ عقلم محمد علی جناح نے مسکو بگ کے سامنے اپنے صدائی غلبہ
میں پیش کیا تھا۔ میں نے بلا سہالہ ان گنت مضامین روزنامہ "ہندو" میں لکھے
ہیں ہیں، بت کیا گیا تھا کہ اس نظریہ پر عمل کرنے میں سخت دشواری پیش
آئے گی۔ اور اس کے نتائج تباہ کن ہوں گے۔ سری کتاب گامادی رزم۔
جناح ایام اور سوشلزم میں جو شاید آپہننے نہیں دیکھی صرف اس سے کہ
برصغیر ہندوستان کے تمام باشندے ایک قوم ہیں۔ ان کو محض مذہبی بنیادوں پر
تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ ان میں یکاگلت کی درہست سی چیزیں مشترک ہیں
اس کے باوجود اور مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے اس امر
کی بیشمار تاہید کی ہے کہ کشمیر کو صرف پاکستان کے ساتھ ملحق کرنا، جیسا کہ
بھارت کے ساتھ شامل نہیں رہنا چاہیے۔ میرا خیال ہے کہ ہندوستانی فوجوں

کے ہستی باشندوں کی مرضی کے خلاف کشمیر و بھارت کا ہمارا کھانے یہ اقامت سرسبز
 سب پر چھڑا چھٹی ہے۔ جو کسی صورت میں رو شک نہیں کی جاسکتی۔ اس کا
 خود مختار ثابت ہو گا۔ اس وقت تو صرف مسلمان ہی بھارتی حکومت کے
 خلاف کاغذ منتیں بنے ہوئے ہیں۔ مگر آگے چل کر یہ قسمتی سے کریبی صورت
 بدل رہی۔ نو ہندوؤں کو مئی اس کا خیال رہا۔ بھگت پڑ گیا۔ جو تہذیب و تمدن کی
 نسبت زیادہ قلع ہو۔ لہذا میں پکا ہندو اور مسیح کشمیری ہونے کی حیثیت سے۔
 مطالبہ کروں گا۔ کہ ہندوستانی فوجیں میرا پرانا وطن چھوڑ دیں کشمیر کی حد
 کو کسی ایک ملک کے ساتھ ملحق کا فیصلہ کرنے کی وہ طاقت ہندوؤں میں ہو
 پاکستان۔ وہ صرف اس طرف جھکے گئے جہاں اس کا اپنا فائدہ ہو گا۔

آپ کے خیال میں قوم پرستی یا غیرہیتیت صرف بھارت اور پاکستان
 کی اجارہ داری سے۔ ایک جیسے ہونے قوم پرست کا میں فرض ہے۔ کہ وہ
 کبر کے ہندوستان کے ساتھ ملحق کی ڈٹ کر حالت کہے۔ خود کشمیری
 قوم اس کو پسند کریں یا۔ کہیں صرف وہاں اس تعصب کی اس بیماری کا
 شکار نہیں ہوں اس نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ میرے سیاسی نظریات متعلق
 وہ متنبہ ہوں۔ میں گاندھی نظریہ قومیت کا اتنا ہی کہہ چوں ہوں جتنا کہ
 فرقہ پرستوں کے وہ قوی نظریہ کا۔ ہندو دہریوں نے اپنے منقلب اور ٹکا دار
 براہمنوں سے آپ کو اس فریب میں مبتلا کر رہا ہے کہ اس کی طرف
 مسعود قومیت کی علم بردار جو محنت ہے۔ اس کے کسی فرقہ میں رہی جہاں وہ
 میں بکھری ہوئی ہے۔ ایک ایسی لادینی حکومت ہے۔ جہاں تمام فرقوں
 کے ساتھ ایک جیسا سلوک برتا جاتا ہے۔ آخر کچھ کے اس وعدے کو آپ
 نے دیا۔ انی کچھ ہوتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اس کے لوگ جی ادھار
 آپ کی پیروی کرنے لگ جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ میرے خیالات آپ کے
 نزدیک قوم پرستی کے خلاف قابل گردن زدنی ہیں۔

آپ کو علم ہے کہ قوم پرست اپنے اپنے چڑے وعدوں کے
 باوجود کہ ہندوستان کھنڈ ہے گا۔ پیچھے سے پاکستان کے قیام کو مان گئے
 بڑھاپہ کی تقسیم فرقہ دار۔ جب وہیں پہنچیں۔ ملک کا وہ حقہ جہاں ہندو زیادہ
 تھے۔ ہندوستان کہلائے اور جن علاقوں میں مسلم کثرت تھی۔ لگ کر کے پاکستان بنا
 دیا گیا۔ لاگت سی ہزاروں سے دھڑے کیا کہ شمال مغربی سرحدی صوبہ کے باشندے
 گاندھی جی کے فلسفہ کے شہداء ہیں۔ وہ وہ بھی پاکستان کے ساتھ شامل نہیں
 ہوں گے۔ اس قسم کا دعوئے اسام کے ایک ضلع سلٹ کے واسطے میں بھی کیا
 یہاں بھی مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ لیکن جن ہی دھڑے عام معلوم کی گئی تھیں۔
 ظاہر ہو گئی۔ وہ کانگریس کے سامنے دعوئے باطل ثابت ہوئے۔ بد صاف
 ظاہر ہے کہ ہندوستان بڑھاپہ کے سامنے مسلمانوں کے لئے متحدہ قومیت کے
 نظریہ میں کوئی کشش نہیں ہے۔ وہ ہر صورت میں چاہے ایک وطن بنا کر
 رہنا چاہتے ہیں۔

کشمیر میں بھی مسلمان گفتی ہیں سب سے زیادہ ہیں۔ ہندو انش مندی
 اور جمہوریت کا تقاضا ہے کہ یہ خطہ بھی پاکستان کے ساتھ شامل ہو۔ سلٹ
 اور شمال مغربی سرحدی صوبہ کے انھام کو جانتے ہوئے پھر یہ زعم کرنا سرا

نادانی ہے کہ کشمیری مسلمان ہندوستان کے ساتھ رہنا پسند کریں گے۔ چنانچہ
 اس بات کو یہ نظر رکھتے ہوئے اور فریق شک کے لئے میں نے اور مجھ سے ملحق
 لوگوں نے ستمبر ۱۹۴۷ء کے شروع میں اس امر پر زور دیا کہ کشمیر کی گفتی بخش
 کو رائے و ہندگی کا حق دے کر زیادہ دیر نہیں رہنا۔ ہندوستان سے جدا
 جائے۔ اگر یہ بھی ویش بھگتی، جمہوریت نوزی اور وہ پرستی نہیں ہے تو تیر
 حیراں ہوں کہ یہ کیا ہے۔

سوال۔ پاکستان میں اس وقت کی حالت کیا ہے۔
 سکی چھوڑا دینی۔ نازی سامراج نے کی۔ اس جگہ انگریز چاہتا ہے کہ صورت
 بھی کشمیر کو پاکستان کے ساتھ تعلق جوڑنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔
 یہ وہ یہ خطہ ہندوستان کا جزو لا ینفک ہے۔ یہ خیال ہے کہ اگر کشمیر ہندوستان سے کٹ
 گیا اور پاکستان کے ساتھ مل گیا تو اس کے لئے بہت نقصان ہو گا۔

جواب۔ آپ نے تقسیم ہند کے اسباب کا جو بیان
 کیا ہے۔ وہ غلط ہے۔ آپ کے اس دعویٰ کی بنا و عام ہندوؤں اور گاندھی
 جیٹ قوم پرستوں کا وہ غلط نظریہ ہے جس کو کانگریسی پریس اور ہندوؤں نے
 سختی سے اپنا رکھا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ کانگریس اور مسلم لیگ دونوں تقسیم
 کے دہرہ ہیں۔ اگر کانگریس کے کرتا و عہدہ سے فرقوں کے حقوق کی
 جدت کے وعدوں کا عمل ثبوت دیتے اور کسی قسم کا امتیازی سلوک نہ برتا
 رہتا تو تقسیم کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ ہندوستان بھر میں کانگریس کی گدگی گاندھی
 جی کے بعد میں تھی۔ تقسیم ہند ہا کرتی تھے رنگ میں رنگ گئی۔ نازی تو
 کانگریس کے خلاف نازی جا رہی تھی۔ لیکن مہاتما جی کا غمہ جنگ، تھا کہ وہ
 کے رہنے کی طرف لوٹ چلا۔ بلاشبہ پس ماندہ اور مذہب رد ہندوؤں میں
 ان نعرے نے جذباتی سداری پیدا کر دی۔ لیکن یہ ضرور سناں بھی ثابت ہوا
 یہ کہ کانگریس ہندو لوگ خاص کر مسلمان سخت متنفر ہو گئے۔ وہ یہ خطرہ جس
 نے جس حق بجانب تھے۔ کہ کانگریس کے چلنے جانے کے بعد اگر کانگریس برسر
 اقتدار آتی تو اس کے دہن و ان کی نسیب کر نقصان پہنچے گا۔ وہ اس بارگ
 وقت کسی جیسے رہنما کی تلاش میں ہے۔ ہر ان کو قائد اعظم کی شخصیت میں
 مل گیا۔ یہ اعظم محمد علی جناح نے مسلمانوں کی اس دلی دہلی کی خواہش کو دور
 قومی نظریہ کی صورت میں مایاں کر دیا۔

کانگریس اور گاندھی جی کے اصول پر قائم رہتا تو اس کا تعلق اس
 بڑھاپہ کے عام فرقوں کے خلاف اور چند قوم پرستی سے تھا۔ ہر اس
 بد ہندوستان کے اجارہ کار ملک نہ چڑھایا جاتا۔ مسلمان کبھی قائد اعظم
 کے وہ قومی نظریہ کے قریب نہ جاتے۔ قائد اعظم کے لحاظ سے کروڑوں
 مسلمانوں پر جو جادو کا سا اثر کیا۔ اس بات کا کیا ثبوت نہیں ہے کہ
 کچھ وہ کہتے تھے اس میں پہاڑی پائی جاتی تھی؟ یہ کہ دنیا باطل نادانی ہے کہ
 کروڑوں مسلمانوں نے جن میں بڑے بڑے دانشور بھی تھے مسز جناح کی
 پیروی اپنی مرضی سے نہیں بلکہ انگریز کے اشارے پر کی۔ اگر تہذیب
 مسز جناح کے پاس کوئی حاکم ذات قرار نہ تھا۔ جسے کہ ان کی سیاسی کار
 جماعت مسلم لیگ بھی اپنی لحاظ سے کانگریس کے مقابل میں بہت کمزور تھی۔

مل "ٹنگ" تفراد تو ہم پرست ہیں۔ جب تک اس میں بھرنے کی
 حاجت مفقود ہے۔ یہ دونوں سیاسی نظریے ان میں کافی پنبہ لگے ہیں۔
 صرف وہی رنگ جن کی نگاہیں دور بین نہیں ہیں خیال کر سکتے ہیں۔
 گاندی عظیم محمد علی جناح اور مہاتما گاندھی بنیادی طور پر ایک دوسرے کی
 مدد ہیں۔ حیثیت میں۔ ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں اگر اکھل جاتی اور
 زیادہ وار بندہ جس طرح کے باعث اندھے نہ ہو گئے ہوتے۔ اور ان
 کے دل میں مسلمانوں کے مفاد کو تحفظ کا جذبہ اور ان کے عقائد کا احترام
 ہوتا۔ نہ سادہ سے ہندوستان میں نہ مہاتما گاندھی ہی وہ دیکھ رہے ہیں
 انھیں جو ایک دوسرے کے مخالف رخ چلنے کی بجائے متحدہ اور متفق ہو جائیں
 اور تاج ایک ہی ہندوستان جنم لیتا۔

سوال ————— آپ کی باتیں میری سمجھ سے بالاتر ہیں
 آپ گاندھی ازم کو بھی روک رہے ہیں۔ حالانکہ اس نے فرقہ پرستی سے ایک
 راہ کو متحدہ قومیت کا درس دیا ہے۔ اور موجودہ جمہوریہ ہند ان دنوں اس
 اصولوں پر ایک لادینی حکومت کی حیثیت سے قائم کی گئی ہے۔ آپ
 جناح ازم سے بھی مشت نہیں ہیں۔ اس سلسلے کہ یہ فرقہ پرستی پر قائم ہے
 بڑی کے منہ آدھرتس کی خاطر آپ کا فرقہ پرستی کو اچھا رکھنا قابلِ تہنیت
 ہے۔ لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ پھر آپ کا سیاسی موقف کیا ہے۔
 جبکہ گاندھی ازم میں جبر فرودار تحریک کے بھی قائل نہیں ہیں
 کیا آپ اس کو قبول کر بیان کریں گے اس کے ساتھ ہی مثبت و منفی
 اور دینیت کے بارے میں آپ کا جو نظریہ ہے وہ بھی دیکھئے۔

جواب ————— مجھے یہ کہتے ہوئے دکھ محسوس ہوتا ہے
 کہ گاندھی ازم جو کچھ ہمارے گاندھی ازم سے دور ہے۔ اور جس سے ہم نہیں
 کے دور۔ سبب ہیں۔ ہندو گاندھی اور کاسمہ و صرف دینا میں بڑی ترقی
 اور ترقی ہے۔ یہ ایک سیاسی اور مذہبی ہے۔ اور اس کے خلاف
 قیاد اور دیانت ہے۔ یعنی ہے۔ اس گاندھی ازم نے اپنے اپنے پرانے اصولوں
 کے باوجود وہ جسے اپنے کے لوگوں کی ساری ہمدردیاں کھودیں اور اس
 سبب سے کہتے گاندھی مصلحت میں وہ سب عمل کے اعتبار سے
 منافی ہیں۔ کانگریسی رہنماؤں کے بیانات اور قراردادیں اکثر دل کش انداز
 میں پیش کی جاتی ہیں۔ اور آپ کو نامہوت ہو جاتے ہیں۔ یس جو کچھ ان پر
 عمل ہوتا ہے اسے آپ کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ گاندھی ازم نے
 جب بھی ملک کے سیاسی۔ سماجی اور اقتصادی معاملات کو ہاتھ میں لیا۔
 اس میں نہ سبائیوں کی کسی روش اختیار کی۔ اور صرف ہندو کا ہی فائدہ سوجا
 تاکہ صرف یہی فرقہ زیادہ سے زیادہ طاقت حاصل کر سکے۔ اس لحاظ سے
 یہ جناح صاحب کی فرقہ پرستی سے کسی طرح کم نہیں۔ بلکہ کئی لحاظ سے اس
 سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ یہ اپنے اپنے دائروں میں منافقت اور احساس
 برتری کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ ایک عام ہندو یا دیکھو دیکھو علیٰ وجود پر بدترین
 قسم کا متعصب۔ رجعت پسند اور نسلی برتری کا قائل ہوتا ہے جس پر ہم
 میں گرفتار رہتے ہیں کہ وہ شخص اس لئے مباحوش ہے کہ وہ گاندھی بھیج کی

انسانیت پرورد تعلیم کا ماننے والا ہے۔
 انسانی ترقی اور آسودگی کا تقاضا ہے کہ گاندھی ازم اور جناح ازم دونوں
 سے کنارہ کشی کی جائے۔ کیونکہ یہ ہر دو صحت نشانی ہیں۔ انسانی زندگی
 کی منزل کی طرف راہنمائی نہیں کر سکتے۔ ہمیں لازماً غیر مذہبی سیاست کی
 بنیادوں پر ایک ایسا نظام تیار کرنا پڑے گا۔ جو سرتاپا مقبولیت پسند۔
 مستحکم۔ غیر جذباتی اور انتہا پرورد ہو۔ اس کا حصول گاندھی جگتوں کے
 کھوکھلے دعووں سے ناممکن ہے۔ ہمیں پہلے اپنے قول اور فعل میں مطابقت
 کرنی چاہیے۔ جس اصول نہ ہم اور وہ سنی سے عمل نہیں کر سکتے اس کا
 پورا عمل نہیں رہا ہے۔ کئی اصول سے رجعت کرتے ہیں۔ ان میں
 سے ایک یہ ہے کہ برتری خود ذات ہی نہیں ہیں۔ لیکن اصول سے رجعت کرنا
 عمل پر پانی سے بہاؤ ہے۔ صرف جبرمصلحت سے ان کی عملی زندگی
 میں نہیں رہے ہوتے۔ گاندھی ازم ایک طرف تو رام راجید اور قدیم ہندو
 تہذیب کے۔ دوسری طرف دیانت تھا۔ دوسری طرف ہندو مسلمانوں کو
 ایک جہاز سے تشبیہ کرتا تھا۔ لیکن یہ باتیں مقصد اور غیر عقلی نہیں
 ہند گاندھی ازم کا کام بڑا۔

اس وقت تک ہندو پاکستان میں ترقی اور آسودگی محال ہے جب
 تک یہ دونوں ملک فرقدار رجعت پسند اندو جہانات اور پرانی تہذیب
 کو ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ پالیسی پاکستان کی عزت کھنڈ
 کھڈ ہو۔ یا ہندوستان کی طرح نیست بنے۔ جہاں کے بھرپور میں ہو ہیں
 ہر حال میں اپنی ناک و ٹنگ جانی۔ نفسی معیشت۔ یہ ہیں جنوں اور قومی غرور
 کے ان خطرناک سنگوں اور پتھروں سے بڑی کر کھینچنا چاہیے۔ غیر مذہبی نظام
 حکومت سب سے اچھا نظام ہے۔ بشرطیکہ مذہبی پاسداری سے متبرک اس
 کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس لفظ میں مذہب کو کچل کر رکھ دیا جائے۔ بلکہ
 ہر دین کو اپنے مذہب پرست اور حرم پر چلنے کی پوری آزادی ہونی چاہیے
 صرف حد مت کو بروا راست ہے۔ اس کی مذہب کی بھی پاسداری نہیں
 کرنی چاہیے۔ یہ بات تو حقائق میں ہے۔ مذہبی گاندھی ازم میں۔
 ہندوستان کی حکومت پر چیں مذہب اور مذہم ہندوستانی تمدن کی حفاظت
 کے پودوں میں ہندو مذہم کی حمایت کر رہی ہے۔ مثلاً گاندھی رتنہ مذہم
 قزاقی جاری ہے۔ مشہور پرانے ہندوؤں کو وگاڑا لیا جا رہا ہے۔ ہندی
 "رٹس" کے بطور زبان وگوں پر ٹھونس جا رہی ہے۔ کسی طرح پاکستان کے
 رہنما جن میں موجودہ حکومت کے وزراء بھی شامل ہیں۔ اعلان یہ کہہ رہے ہیں
 کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے۔ اس کی حکومت شریعت اسلامیہ کے
 مطابق چلائی جائے گی۔ یہی صورت میں دونوں حکومتیں حرام کی صحیح آڑا ہی
 کے موافق نہیں ہیں۔

قوم پرستی اور پیش جگتی اچھے مقاصد ہیں۔ بشرطیکہ حد اعتدال سے باہر
 نہ ہوں۔ ایک شخص دھرتی کے ایک خاص خطہ میں جنم لیتا ہے۔ تدریجی طور
 پر اس خطے کے دوسرے باشندوں۔ اس کے پرندوں۔ حیرانوں۔
 ماٹوں۔ دریاؤں اور جنگلوں سے نسبتاً زیادہ انس ہو گا۔ اس کا انسان

گواہ کسی کو سارے ہندوستان میں؟ بہت آہستہ بہت گھبراہٹ ہے۔ بین
 ساندھبی نے اس کو صوبوں کے نام پر ایست نامہ میں شامل کر لیا ہے۔ تاکہ یہ
 اصل مندرجہ قرار دی جاسکے۔ ایسا کیوں ہے؟ اس لئے نہیں کہ اس سے کوئی
 اقتصادی بہتری وابستہ ہے۔ تبھی جبکہ اس لئے کہ ہندو اپنے دھرم شستر
 کے مطابق گائے کو متبرک مانتے ہیں۔ اور اس کی پرستش کرتے ہیں۔
 کیا ایک غیر مذہبی قوم کے یہی مبادیات ہیں؟ جس وقت پنڈت جواہر لعل
 نہرو نے "ہندوستان کے ہندوستان" کی کتاب لکھی۔ گت ۱۹۴۷ء
 کو سنہالی قوم ساری رسم و رواج کے وقت اور ان کی گئی۔ کیونکہ ہندو جوتشوں
 نے صورت میں بھی وقت۔ ۳۰ تھا۔ براہمن اس شبہ گھڑی شاستروں میں
 دی ہوئی تیار رسومات پوری کرنے کے لئے موجود تھے۔ اس کے بعد
 قدر تقاضا کی گئی۔ ضرورت سے۔ اس نے۔ اس نے۔ اس نے۔ اس نے۔
 دوسرے ہندوستانیوں نے بھی وہ خود مراد کے لئے حاصل کی۔ اس نے ہندو
 ہندی کی۔ بھی خود سے ہندو کی بات ہے کہ یہ منی شدہ کر پانی کے
 چیمپس نے ہندو کی مینس کراہا ہے۔ ایک ہی مذہب کی رسم و رواج
 ہے کہ جس میں ہندو گاندھی اندکستورہ کے حرم میں بٹ لکھتے ہیں۔ وہ
 مانتی کی یاد کے اندر ہیں۔ اس کے علاوہ بھی ہندوستان کے نئی
 مقامات پر ہندو گاندھی کی عورتیں نصب کی گئی ہیں۔ اور ہندو
 کو گاندھی کے ساتھ ایک ہی گاندھی کی سیاست کی سیاست کی ایک
 ضروری حق ہے۔ اور وہی ہندو کے ہندوستانیوں پر عمل کرنا لازمی
 ہے۔ یہ ہندوستان سے غیر مذہبی ہونے کے ہی عنوان ہیں۔

اکثر کہا جاتا ہے کہ ہندوستان پر تمام طبقوں یعنی ہندوؤں اور غیر ہندوؤں
 کے مطالبات ایک مشترک قوت رکھتے ہیں۔ ہندو۔ اور ہندو پرستی
 ہی ہے۔ اور اس کو ہندوستان کے غیر مذہبی ہونے کا ثبوت بھی جارہے
 لیکن حقیقت میں اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ عملی طور پر جو کچھ جارہے
 وہ صرف پچائے سمان کی یاد کو بڑھا رہا ہے۔ کیونکہ صرف سمان ہی ان
 کے خیال میں مرد پرست میں جب مسدود رہتی کاملاً درپیش رہا ہے
 تو کانگریسی حکومت اور کانگریسی رکنوں نے وہاں سے ہٹا دیے ہیں۔
 جاتے ہیں۔ ہندوستان کی مرکزی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ
 جو کسی خاص فرقے کے نام سے منسوب ہوں۔ ہندوستان میں نہیں ہونے
 چاہئیں۔ چنانچہ ہندو یونیورسٹی سارے ہندوستان میں علی گڑھ کو حکم دیا گیا۔ کہ وہ
 اپنے نام کے پہلے ہندو ہندو اور مسلمانوں کو اندر نہ رکھ کر دیں۔ ہندو یونیورسٹی
 بھی کوئی فیصلہ کرنے میں نہ پہنچے تھے کہ ہندو یونیورسٹی کے چھاننے والوں نے
 جو پچھلے قوم پرست ہیں اس حکم کی تعمیل سے صاف انکار کر دیا۔ مرکزی حکومت
 نے بہت قراہ و مہر کی کہ ہندوستان میں کسی فرقہ وارانہ سیاسی جماعت کے
 وجود کو برداشت نہیں کیا جائیگا۔ اور حکومت ایسی جماعتوں کو ختم کر کے ہم
 نہیں ہندو سماجی اکالی دل اور مشغول کاسٹ، ایسوسی ایشن نے اپنی تنظیموں
 کو ختم کرنے سے بالکل انکار کر دیا۔ حکومت کو کھڑے زہر کھا، ہی پڑا۔
 اس وقت جبکہ اس کی یہی سسٹم تھی۔ جو تھی تمام صوبوں میں مسلمانوں

کی۔ اس کا ہیں جب ہندو گاندھی نہیں ہندوستانی ہیں۔ مسلمان کا یہ
 ملک کا لچ بٹا دیا۔ لیکن خاص ہندوستانی اور اسے مثلاً دیا ساگر کالج جوں
 کے توں موجود ہیں۔ یہ کوئی چنبیہ کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ کانگریس جو کہ
 محض اسے ماسوائی جماعت ہے۔ لیکن قوم پرستی کا بارہا اٹھتے ہوئے ہے۔
 تمام ہندوؤں سے ایک طرح کا روحانی انس ہے۔ ہندو ان کی بھی بڑا
 نہیں ہو سکتی۔

موسیٰ کانفرنس۔ ہندو مسلم کاغذ میں اور جویت ہندوستانی جماعتیں
 جو کانگریس کی حمایت کرتی ہیں چھوڑ کر اپنی نام غیر ہندو خصوصاً مسلم
 جو کہ کانگریس کے مخالف سمجھے جاتے ہیں سمیت نفرت اور محاذ پر
 آئے جاتے ہیں۔ گاندھی وادوں میں یہی قوم پرستی کا یہ مطلب ہے کہ ہندو
 اور مسلمان ہندوستانیوں کے مابین ہندوستانیوں میں نہیں ہے۔
 بھارت کے ہندو دھرم وہ کسی خیال کے ہوں۔ نام طور پر یہ احترام
 کرتے ہیں کہ پاکستان ایک مذہبی نظام حکومت ہے لہذا اس میں غیر مسلم
 کے ساتھ ایک ایسا سلوک ناممکن ہے۔ اور ہر قسم کے حقوق غیر محفوظ ہیں۔
 اعتراض کچھ اس قدر عام ہو چکا ہے کہ ہندوستان اس کو کچھ امر واقعہ ہی
 سمجھتے ہیں۔ آئینہ ذرا ہم سوچہ بوجھ سے کام لے کر اس میں مدد کی جان
 کریں۔ تاریخ میں ایک مذہبی حکومت ایسا نظام حکومت ہے۔ جس کو ہم
 و بناؤں کے نام نہ کی حیثیت سے چلتے ہیں۔ اگر اس تعریف کو صحیح مان لیا
 جائے تو کوئی بھی عقلمند انسان بلا سوچے بچے پاکستان کو مذہبی نظام حکومت
 نہیں کہہ سکتا۔ اس وقت پاکستان میں مردم کے چنے ہوئے ہندوستانی حکومت
 کر رہے ہیں۔ اگر یہ صحیح نام نہ لے نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ لکھن کا طرز انتخاب
 غیر جمہوری اور محدود تھا۔ یہ وہ ہے کہ یہی صورت حال ہندوستان میں بھی ہے
 یہ سچ ہے کہ ہندوستان میں نئے نئے نئے کے مطابق یہی جمہوریت کے پیش نظر
 مراجع کو رہنے دہندگی کا حق ہے دیا گیا ہے مگر پاکستان میں نئے نئے انہی کی
 تشکیل میں مصروف ہے۔ اور پاکستانی لیڈروں کا بیان ہے کہ یہ انہی ہندوستانی
 زمین سے مختلف نہیں ہوگا۔

جہاں تک قیادتوں کے حقوق کے تحت کاغذ ہے۔ ہم سروریت قوت مل
 پارلمنٹ پاکستان کی ایک تقریر کا حوالہ دیتے ہیں۔

ہندوستانیوں کے حقوق۔ یہاں سے اس کا پورا حق دار ہے پاکستان
 کی دستور سازی نے ہندوستانیوں کو ہندوستانیوں میں اس کی پوری تشریح کر
 دی ہے۔ ہندوستانیوں کو کہ پاکستان کے دشمن ہیں، کہتے ہیں کہ چونکہ
 پاکستانی لیڈر پاکستان کو اسلامی مملکت بنا چاہتے ہیں اس لئے
 کوئی غیر مسلم اس ملک میں نہیں رہ سکتا۔ اس پر پاکستانیوں سے بڑھ
 کر کوئی گواہ نہیں ہندوستانیوں میں ہرگز نہیں ہے۔ ہندوستانیوں
 میں ارباب کہا ہے کہ ہم پاکستان کی تعمیر اسلامی مساوات قوت
 اور معاشری عدل کے اصول پر کرنا چاہتے ہیں ہم ایسے سماجی
 نظام کی تشکیل کرتا چاہتے ہیں جس میں ہر شخص خواہ وہ مسلمان یا
 غیر مسلم، نہ صرف اپنے حق و حقوق سے مستفید ہوگا بلکہ اسے اس امر

ہم نے پاکستان کے اس حلقہ پر یہ ایک سماجی حکومت ہوگی۔
 بڑی سخت کٹ چینی کی سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ ہر ایک کا ٹکڑا
 لگا دیا جائے کہ اس میں ہر ایک اس قدر ترقی پائے کہ اس کا
 پاکستان میں راج قائم کرنا ہے۔ میری التجا ہے کہ آپ ہی بتائیے
 ہیں فرق کیا ہے۔ اگر صرف کسی جدید کی حکومت کے ساتھ
 آپ کے اشتعال کا باعث ہے تو لفظ راج کیوں نہیں ہے؟ یہ بھی ایک
 طرح کی مذہب پرستی اور تعصب کی ہے۔ اگر راج قائم کرنے کی
 ساتھ کانگریسی لوگ غیر مذہبی نظام حکومت، جمہوریت اور متحدہ قومیت کا بھی

37

کُتُب مولانا ابوالکلام آزاد

۲۲ ۵۰	۴/۵۰	نبی دیارِ نبی کے آخری لمحات
۴ ۵۰	۴/۵۰	اکابر اسلام کے آخری لمحات
۱۱/-	۳/-	اسلامی جمہوریت کے تقاضے
۷/۵۰	۱۵/-	قولِ فیصل
۱۵/-	۲۱/-	غبارِ خاطر
۵/۵۰	۵/-	شہیدِ اعظم
۴/۵۰	۵/-	ولادتِ نبوی
۱۲/-	۵/-	حضرت یوسفؑ
۲۲ ۵۰		اُمم الکتاب
۴ ۵۰		اسلام کا نظریہ جنگ
۱۱/-		مسلمان عورت
۷/۵۰		جامع الشواہد
۱۵/-		ہجر و وصال
۵/۵۰		کاروانِ خیال
۴/۵۰		درِ کس وفا
۱۲/-		مسئلہ خلافت

ترجمان القرآن اول ۳۵/-	ترجمان القرآن دوم ۴۰/-	ترجمان القرآن سوم ۲۵/-
------------------------	------------------------	------------------------

ان کے علاوہ ہر قسم کی کتب خریدنے کیلئے ہمیں یاد فرمائیں

لساطِ ادب
ادبی مارکیٹ
لاہور
چوک انارکلی

مردودہ قلم کے ساتھ ۱۲ جولائی ۱۹۲۶ء کو ملے ہوئے
 ایک خط میں لکھا ہے کہ "میں نے یہ خط
 آپ کو ۱۲ جولائی ۱۹۲۶ء کو لکھا تھا
 مگر اس کا کوئی جواب نہیں ملا"۔

لعل تلکھنے ہی اور اسلام مستقیم طبع پر مولانا جو
 سے وہ مستحق کے ہوں سے اڑنے کے لئے۔ اس کی ایک
 دہائی ہو رہی ہے۔

[illegible][illegible]

اس فہرست میں سب سے زیادہ یعنی بارہ خرید
دہلی کے ایک صاحب نے مہیا کیے۔ مگر ۱۷۷۰ء
میں اور دس دس خریدار ملے اور انہوں نے اس
مقدور صاحب کو اس مال کی قیمت ۱۷۷۰ روپے
مہیا کی۔

ابن کی علم "توحید منوہ" ۲۰ و مہر شہنشاہ
کو جہتہ امداد مجر دھمکی بقان منعقدہ باغ میں دن موچی
ورواذہ لاہور میں پڑھی گئی۔ اہلال کی ۲۶ فروری
۱۹۱۲ء کی سانس میں ریاست رام پور کے سر سکرین
صاحبزادہ مصطفیٰ خان شہر کی ایک طویل نظم: حور
نسوہ کا ابواب کے غور سے اس کی مائید میں چھپی
یہ اہلال کے دو صفحات پر محیط تھی۔ اس کا
آخری بند یہ ہے
آج اگر حال زبوں ہے تو الم ہے جاہے

طلب دلی خواہ ہے خواہ کچھ نہ ہو
و کچھ مانع ضرورت سے کبھی صفا ہے
نہایت شایان و دل سے خواہ ہے
جب یہ مانع ہے عموماً ہی شک و شبہ ہے
کب کب سے غلط فہم ہے دلی رہی ہے
و سبب کٹر و گھٹان سے جس جہت سے
جب دوزخ میں صاف طلب ہوئی تو وہی
نہایت لڑائی ہی دور اہمال سے نہایت
مناہد و دوزخ میں کٹر و گھٹان سے
نہایت دلیوں و گھٹان سے ہے جس احسن و دل کی
ظرف سے اس و اندلی و اندلی ہی تو عموماً سے بدلتا
تاکہ ہر ایک کی گھر:

۱۰۔ عجیب و غریب اس کو فوراً شائع کر دو۔
۱۱۔ مختصر نوٹ میں قبیلہ کی ابتلاغ کے ساتھ یہ اعلان
برسرِ قلم لکھ کر فوراً خزانہ ملک میں ارسال
کر دیا۔ صاحب سے یہ وار شائع شدہ دیکھیں گے۔
۱۲۔ ملاحظہ فرمائیں۔ وار شائع شدہ و شہرہ رسالہ
۱۳۔ میرا سہارا ہے۔ یہ پیرا دیکھ کر ہی سمجھتے ہو گے
۱۴۔ کئی ضمانت داخلہ کرانی تھی اور اس طرح ابھرنے
پر جو گھر میں مابعد حوالہ ماننے، ابتلاغ پر میں اور
مفتی وار ابتلاغ جاری کیا۔ ابتلاغ کو پہلی شمارہ
۱۵۔ وار شائع شدہ کہ جسے اس کے صحت از آن ہے ابتلاغ
۱۶۔ میرا

مخلص و بیکار و عجز و بی سہ عمل نے
 جہنم میں بہت سے عارف و عابد و سادہ راہی
 و صاحب شمس و قمر و یوسف و زلیخا و
 موسیٰ و خضر و یونس و کافور و ابراہیم و
 اسماعیل و یحییٰ و عیسیٰ و محمد و
 سید المرسلین و اولاد و اصحاب و
 خلفاء و سادات و ائمہ و شہداء و
 صلوات اللہ علیہم اجمعین کو بھی
 جہنم میں داخل کیا ہے۔ ان کے لیے
 جہنم میں ایک دروازہ ہے جس کا
 نام ہے باب النور۔ جس سے ان کے
 لیے نور ہے۔ ان کے لیے جہنم میں
 ایک دروازہ ہے جس کا نام ہے باب
 النور۔ جس سے ان کے لیے نور ہے۔

اشعار میں "مجموعی شعریں جو یہ ہیں

اسلامی
مدرسہ سے تعلق رکھنے والے طلبہ
بائیں درجہ

میں نے اس سے میں شہر کو بہت شہر میں
اہل

فقیر، عوام و مل عام میں
پاکستان

مراجہ ملے میں قومیں ایسا
بدخ

صدائے رب سے آوازِ ستودہ کی جہاں کم کہیں
ہمکے دہا :

صدائے ترست سے آئی سہوذا الہیہ جہاں ہم کو

یہ حقیقت ہے۔ احمقیت اور لہجہ کے حسن
 دل پر کبھی کوئی نظم شائع نہیں ہوئی۔ صرف اقبال
 کی نظم کو پیشکش مقام حاصل ہوا تھی اسے ولایت آباد
 کے اہل علم سے تعلقات تھے۔ ان سے مدد طلب کرنا
 میں نہیں کر سکا۔ صرف اقبال کے سوا کسی کو یہ
 اس نظم میں مولانا آزاد کو جو پیغام دیا گیا۔ وہ
 محتاج تشریح نہیں۔

حکومت نے محسوس کیا کہ محض پریس ایکٹ کے استعمال سے مولانا آزاد کی سرگرمیاں روک نہیں سکتیں، سو اس بار قانون تحفظِ ہند کی دفعہ ۳۰ کے تحت انہیں لکھا گیا کہ چار دنوں کے اندر آئندہ لکھنے کا تمام رتبہ کر دینا اور صدرِ بنغال سے کھلی جائیں۔ بعد میں یہ مدت ایک ہفتہ تک بڑھادی گئی۔ اس سے پہلے محکمہ سبہ پنجاب، دہلی، یوپی اور بمبئی اسی قانون کے تحت مولانا کا داخلہ اپنے صوبوں میں بند کر چکی تھیں۔ چنانچہ مولانا راجن دیو ہار پورے گئے، جہاں پانچ ماہ بعد نظر بند کر دیے گئے۔ اس طرح ساڑھے چار مہینے بعد ابلاغِ ہند ہو گیا۔

مولانا آزاد دہلی میں حرمِ سد میں رافائل کی مٹائی
 "میرورہے تدری"۔ چھپی ایسا نے اس کا ایک
 قلمی مولانا آزاد کو بھیجا اور انھوں نے ایک خط میں
 اسے بہت پسند کیا۔ اقبال سید سلیمان ندوی کے نام
 ۲۸ اپریل ۱۹۱۸ء کے خط میں لکھتے ہیں :

ۛ والا نامہ ابھی ملا ہے ، ہر روز بے غوری میں نے
 ہی آپ کی خدمت میں بھجوا رہی تھی ۔ دیویر کے لیے
 سراپا سپاس جوں ۔

آج مرنے والا کھانا کا خط آیا ہے، بھولنے
 بھی میری اس ناچیز کو شخص کو بہت پسند فرما رہے ہیں۔

مولانا آزاد کا تذکرہ ۱۹۱۹ء میں لکھے گئے رہا۔
 ساری میں صاحب فضل بدین احمد مرزا سے مقدمہ
 میں "مدنی انقلاب" کے ذریعہ عنوان "الصلال"
 کے تحت کے بارے میں لکھا:

"مثال کے طور پر میں صرف چند محترم ناموں کا
 ذکر کروں گا۔ طبعاً علماء میں سے حضرت مولانا محمد علی
 صاحب دیوبندی کا یہ قول خود مولانا ابوالکلام سے
 ایک مرتبہ مجھ سے مل کر لکھا کہ ہم اصل کام نبوت سے
 ہوتے تھے۔ لہذا انہوں نے یاد دلایا۔ "علم ہدایت"
 معاملہ میں خدا نے قوم مشرک محمد علی اور مشرکوں کو
 فنا اور چاروں قوموں شاعر و اکثر اقبال کا ذکر کرنا
 کافی ہے۔ ان دونوں اسلام پرستوں کو مذہب کی رو
 اسی سے دکھائی اور تبدیلی اسے رنگ میں ایک قسم
 رنگ دیا۔ "اکثر اقبال کا مذہبی عقائد میں
 محمد علی جو کچھ سنا تھا، اس کے مقابلے میں اب
 ان کی فارسی شہزادیاں دیکھتے ہیں تو سخت حیرت
 ہوتی ہے۔ "اسرارِ خدی" اور "دورِ بے خدی"
 لی "تخلیقیت" "السلال" ہی کے مدائے بارگاہ ہیں۔
 فنا نے سید سلیمان ندوی کے نام "توبہ و توبہ"
 کے خط میں صاف تذکرہ، مولانا آزاد اور کوکب الملک
 جیسے ناموں میں ہے، اثرات لکھے، وہاں فضل بدین احمد
 مرزا کی مندرجہ بالا تحریر پر حلقی کا افسار کا وہ
 لکھتے ہیں:

"مولانا ابوالکلام آزاد کا تذکرہ آپ کی طرف سے
 ہو گا۔ بہت دلچسپ کتاب ہے، انگریز باغی
 میں مولوی فضل الدین احمد لکھتے ہیں کہ اقبال کی
 شہزادیاں تحریکِ اسلامی کی آواز باز گشت ہیں۔ سیاہ
 ان کو یہ معلوم نہیں کہ چرخیات میں نے ان شہزادیوں
 میں ظاہر کیے ہیں، ان کو برابر ۱۹۱۹ء سے ظاہر کر رہا
 ہوں۔ اس کے شواہد میری مطبوعہ تحریروں، نظم و نثر
 انگریزی اور اردو موجود ہیں جو غالباً مولوی صاحب
 کے پیش نظر تھیں۔ بہرحال اس کا کچھ احساس
 نہیں کہ انہوں نے ایسا لکھا۔ مقصود اسلامی عقائد
 کی اشاعت ہے، کلامِ آدمی، ابتداء اس بات سے
 مجھے رنج ہوا کہ ان کے خیال میں اقبال تحریکِ الملک
 سے پیسے صاف دے گا۔ تحریکِ الملک نے اسے مسلمان
 کیا۔ ان کی عبارت سے ایسا خیال مترشح ہوتا ہے۔
 ممکن ہے ان کا مقصود یہ نہ ہو۔ میرے دلی میں
 مولانا ابوالکلام کی بڑی عزت ہے اور ان کی تحریک
 سے ہمدردی۔ مگر کسی تحریک کی وقعت بڑھانے
 کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اردوں کی دل رازی کی بجائے

وہ لکھتے ہیں کہ "اقبال کے جو مذہبی خیالات اس
 سے ملتے ملتے گئے، ان میں اور مسویہ میں نہیں
 سہاں کا فرق ہے۔" معلوم نہیں، انہوں نے کیا سنا تھا
 اور کسی سنی بات پر اعتبار کر کے ایک ایسا جملہ لکھا،
 جس کے کوئی معنی ہو سکے ہوں کسی طرح ان لوگوں کے
 خیالات میں جو اصلاح کے علم بردار ہوں۔ مجھے
 معلوم نہیں مولوی فضل بدین صاحب کہاں ہیں اور۔
 یہ خوشحالہ کرشنا کینہ براہ راست ان سے کرنا، مگر
 آپ سے ان کی مخالفت جو نو میں سکات، ان تک
 پہنچتا ہے۔"

"تذکرہ مولانا کے بارے میں درج ذیل کے خطوط میں
 احمد مرزا نے شائع کر دیا تھا، مولانا پر اچھا پنا چاہتے
 تھے، فضل الدین احمد نے مختلف اجزاء کو یکے
 اور مولانا کے بیان کے مطابق دوسرے جملہ کا مسودہ
 بھی انہیں کے پاس تھا۔ مولانا کی دانی سے پیشتر
 موصوف بنجاب آگئے، پھر ان کا انتقال ہو گیا
 مسودہ تلاش کے باوجود مل سکا، مولانا آزاد، مولانا
 عبدالمعین ندوی کے نام ۲۶ نومبر ۱۹۱۹ء کے خط
 میں لکھے ہیں۔

"..... تذکرہ مولانا کی زندگی و خصوصیات
 شہزادوں کی جانی رہا۔ صاحب سے غور و تامل
 کر دیا، بلکہ اس کی اشاعت میرے لیے خوش آئند
 نہ ہوئی۔"

معلوم نہیں سید سلیمان ندوی، اقبال کی کتاب
 فضل بدین احمد مرزا لکھنے پہنچ سکے یا نہیں، البتہ مولانا آزاد
 کو ضرور پہنچائی۔ اس پر مولانا آزاد نے سید سلیمان ندوی
 کو ۲ جنوری ۱۹۲۰ء کو لکھا:

"..... ذکر اقبال کا تذکرہ سے جان نہیں۔ یہ
 ماییت ہی غلو اور سبک بات ہے کہ انہوں نے خدا پرست
 فلاں کے اثر سے لکھی اور فلاں کے خیال میں یوں تضحیل
 ہوئی، لیکن لوگوں کا یہ نظر جیسا کہ میں تو کہا کیا
 جائے۔ دراصل اس کم بہت تذکرے کی ساری باتیں
 میرے بے تکلف رد و چوہیں۔ مشرقتی الدین نے یہ
 مندرکہ کر نظر آلی کے لیے بھیجا تھا، میں نے دیکھ
 نہیں بھیجا، اس لیے کہ وہ موجودہ حالت میں کتاب
 کا پہلا حصہ شائع کرنا چاہتے تھے اور میں صرف ایک
 ہی مرتبہ۔ چھٹی کتاب شائع کر دی جائے، صرف
 اتنا مگر آمد درجہ ضمنی مطلوبت و عدم انتہا طرک و جہ
 سے نہایت کمزور ہو گا۔ خیال کیا کہ مقدمہ کا واپس د
 کرنا اشاعت میں روک ہو گا، لیکن انہوں نے مجھے
 چھاپ کر، جلد باندھ کر، یکایک ایک نسخہ بھیج دیا اور

ان ساری باتوں کو وہ مزاج لکھتے رہے۔ علامہ ڈاکٹر
 اقبال وغیرہ والے ٹکڑے کے پورا مقدمہ طرزِ تحریر و
 استدلال وغیرہ کے لحاظ سے بھی، لیکن یہ ہے۔
 مولانا یکم جنوری ۱۹۲۰ء کو رد ہوئے تو اقبال
 کو اس کی خوشی ہوئی اور انہیں خط بھی لکھا۔ سید
 سلیمان ندوی کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں۔

"..... الخیر کہ مولانا آزاد کو تازیانی کی کعب
 باطنی میں بالخصوص آج بھی "صحو" ہی کی ضرورت
 ہے۔ نبی کریمؐ نے صحابہؓ کی تربیت اسی حال میں
 کی تھی۔ "سکر" کی حالت عمل کی دشواری مگر مصلحت
 سے کر بیٹے کے بعد ہر توفیق ہے۔ باقی عباد میں
 اس کا روح پر یہاں ہی اثر ہے، عیب جسم برائیاں
 کا۔ مولانا آزاد بکمال میں پہنچے۔ کئی خدمت
 میں طبعاً لکھوں۔"

"..... مولانا آزاد سے بی سائل و مشکاب میں
 مشورہ کرتے تھے اور ان کی رائے کو موقع ماننے تھے
 سید سلیمان ندوی کے نام ۱۸ اگست ۱۹۲۳ء کے خط
 میں۔ ہم طراز ہیں۔"

حال ہی میں امریکہ کی مشہور ریویوشی (کولمبیا)
 نے ایک کتاب شائع کی ہے جس کا نام "مسلمانوں
 کے خرافات" ہے۔ اس کتاب میں لکھا
 ہے کہ مسلمانیت صرف منی کو مسجود کر سکتا ہے،
 یعنی یہ کہ مشابہت شہزادوں کی شخصیت کی رو سے دو
 سال ہے، کم یا زیادہ ہو سکتی ہے، بالخصوص سر
 میراث میں کی پیش کر سکتا ہے مصنف نے لکھا ہے
 کہ بعض حضراء اور معتزلیوں کے نزدیک اجتماع
 عقیدہ رکھتا ہے مگر اس نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ آپ
 سے یہ امر بدانت طلب ہے کہ آیا مسلمانوں کے
 فقہی مذاہب میں کوئی ایسا حوالہ موجود ہے؟

امردگیر یہ ہے کہ آپ کی ذاتی رائے اس بارے
 میں کیا ہے؟ میں نے مولوی ابوالکلام صاحب کی خدمت
 میں بھی عرض لکھا ہے۔

سید سلیمان ندوی کے نام، ۱ اگست ۱۹۲۳ء کے
 خط میں مولانا آزاد کا ذکر ہے، اقبال لکھتے ہیں:

"..... الخیر کہ اب قادیانی قند پنجاب میں رفتاری
 کم ہو رہا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی دو تین
 بیان چھپوائے ہیں مگر حال کے روشن خیال علماء کو
 ابھی بہت کچھ لکھنا باقی ہے۔"

افسوس کہ فریبین کی خط و کتابت محفوظ نہیں،
 جس کی وجہ سے ان برہمنوں کے عقائد کی تفصیل
 نا معلوم ہیں۔ البتہ یہ بات تو یقینی ہے کہ انہوں نے

۲۵ اپریل ۱۹۷۲ء کو سووی می ایس این احمد مصور کی
کے نام ایک خط میں بھی اس سانحہ پر ادا الفاظ میں
انصار افسوس فرمایا :
” اقبال کی موت سے نہایت تباہ ہو ۔
ہست آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں ۔“

ایک دفعہ مولانا پرتاب سہیل نے جب اسے درحسب
 عینوں میں غلام بدیر مارا۔ اس کی کوٹھی پر درویش
 ہونے سے ان کے اس خواہش کی ایک مجلس حضر کے
 قریب متعدد عورتیں مجھے یاد سے کہ علامہ اقبال بھی
 وہاں موجود تھے اس محفل میں تھیں وہ میرا ایک
 دوست بھی تھا پیچھے۔ مولانا نے وقت کے کسی
 مسند پر دو مسند پہ ٹھکانے اور میں درش پر بیٹھے
 تھے۔ آخر میں جب تعزیر کو پچھتے تو مجھے بھی طر
 ۱۱ سے کہ ایک علامہ اس سے محافل ہونے اور اشعار

۱۸ ڈوی شینڈر جو کلا تیر و فیض حسن رحمہ
 دست طہارت و خدمت کے ساتھ لاہور سے آ کر قیام کے
 مکان سامنے کھڑے ہوئے۔ وہ وہاں پر کچھ عرصہ
 کھڑے ہوئے تھے مگر ساتھ ساتھ کچھ عرصہ شہر میں
 ولید کا پیر کوئی سہ ماہی رہا۔ یہاں تک کہ ایک بار
 مقررہ تاریخ پر ولید کا مصلحت ہوئی کہ وہ لاہور
 میں آئے۔ جب ولید کا یہاں آئے تو وہاں پر
 وقت سے ان کے فحشے میں بار بار آئے گئے تو وہ
 جوں پر اسے گئے جس کے بعد حاجی شمس الدین
 میکر ٹوکی قصبہ محمدیہ اسلام آباد لاہور سے آئے

چوک انارکلی سے پانے گلے لاہور فون ۶۵۶۱۴-۶۷۶۷۱

TAKEN FROM : BOOK

میرا پاکستان INSIDE INDIA

BY KHALIDA ADEEB KHANAM TURKEY

(FIRST TIME - AFTER 45 Years)

خالدہ ادیب خانم نے کہا، کیا پاکستان آزاد
ہو کر اپنی اقتصادی ضرورتیں خود کفیل ہو سکے گا
چودھری رحمت علی کہنے لگے ادویت
پاکستان کے اخلاقی و مادی فلاح
آمدنی بہت وسیع ہیں۔

خالدہ ادیب خانم ترکی

انٹرویو

دو قوموں کی جدوجہد میں اور جدوجہد کے حق میں کام
کر رہے ہیں وہ کافی جہم ہیں۔

میں یہاں پاکستان قتل تحریک کا لب لباب
اس کے ہاں کے لفظوں میں بیان کرتی ہوں جو ہمارے
لانا تھا کا بیج ہے۔

اس سوال و جواب ویسے کہ پاکستان قتل
تحریک کی تخلیق کا باعث کیا ہے۔ میں گاندھی سے اس کی
کلی تاریخ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اسلامی حکومت
۱۸۵۷ء کے بعد قائم ہو گئی، یہاں ایک نکتہ قابل غور
ہے۔ جسے برطانوی ہند کے کسی کرسٹین کی گنتی اور
وہ یہ ہے کہ پہلے پہل مسلمانوں کا وطن پاکستان یعنی
وہ متحد ملک نہ جو شمل ہے پنجاب (پ) سرحد
افغانی (د) کشمیر و گلگت (س) سندھ (د) بلوچستان (د) ان
پر ہیں۔ یہ پاکستان کا ۱۰۰ سالہ ہی پانچ صوبوں کے نام
سے حاصل کیا ہے۔ سلطان یہاں ۱۲۰۰ سال سے آباد

قانون دان تھے اور آپ کو سیاسی تاریخ تھی
تقریری جملوں میں ماحول شعلت تھا، لیکن آپ نے دیکھا
کا ہندو ترک کر کے پاکستان میں تحریک کا
کہا۔ اس وقت ان کی حیات کا غالب جہر اور
مفسد ہندوستان میں مسلمانوں کا مستقبل ہے۔
پہلے طائفات کے دور میں مسلمانوں کی کہ وہ بھی تو
چودھری صاحب رحمت علی صاحب کے دل میں
ہندو کی سماجی بنیاد اسلام دشمنی و ہنیت سے
جہاں میں پیدا ہو گئی تھی، ہرگز ان کے نظریہ پاکستان
پر اثر انداز نہیں ہوئی۔ وہ اس تحریک کی بنیاد
ہندو کی عداوت پر نہیں رکھتے بلکہ ان کے حال پر نہیں کہاجا
سکتا کہ یہ تحریک ہندو مسلم مسئلہ کو حل کرنے میں کہاں
تک عملی طور پر مفید ہو سکتی ہے، لیکن ہندوستانی
حالات کے جذباتیہ دور میں ہرگز اسے نگاہ میں رکھنا
چاہیے کیونکہ جو اس وقت ہندوستان میں

کی شہداء آفاق انقلابی قانون حاکم ادیب خانم
ترکی نے سیاست ہند کے تاثرات میں گہرا
میں نظم بند کیے ہیں۔ اس کتاب کا نام INSIDE INDIA
دوروں ہند ہے۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی تحریکوں میں تاریخ
ہوئی۔ اس میں آپ کے اسلامی مذہب کی سب سے بڑی
فرم ہے جو ہے پاکستان قتل تحریک پر ایک مستقل
باب قائم کیا ہے۔ اس وقت کتاب سے پہلے آپ
نے باقی تحریک چودھری رحمت علی سے دو دفعہ لندن
اور پیرس میں ملاقات فرمائی اور پاکستان کے حقوق
باب انہی... ملاقاتوں کا مہرہ بنی حتمت ہے۔ اس
آپ کا ترجمہ دلی میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس سے
تحریک کے مختلف پہلوؤں کی واضح ہو جائے گی۔
- مسٹر رحمت علی نے اپنی تعلیم انجینئر میں مکمل کی۔
جہاں انہوں نے کیمبرج اور ٹورنٹو کی یونیورسٹیوں سے ایم
اور بی ای کی ڈگریاں حاصل کیں۔ آپ ایک قابل

ہندو کی تنگ نظری اور اسلام دشمنی ذہنیت نے پاکستان کو جنم دیا ہے۔

جیسے آتے ہیں۔ وہ علیحدہ تاریخ و تمدن اور ثقافت کے مالک ہیں۔ اس ملک اور اصل ہندوستان کی حدناصل دریا ہے جتنا ہے اور یہ کسی وحدت میں ہندوستان کا حصہ نہیں مگر آج سے کم و بیش بارہ سو سال پہلے ہندوؤں کی حکومت تھی مگر کھنڈ سے ملک غنیمت کی حیثیت سے رہا ہے نہ ہی۔ پاکستان کی کل آبادی چار کروڑ میں لاکھ ہے (۳۲۰۰۰۰)۔

جس میں سے تین کروڑ ہیں لاکھ مسلمان ہیں وہ کسی طور پر وسط ایشیائے تعلق رکھتے ہیں اور مجلسی طور پر ان کی ایک جداگانہ تہذیب ہے جو ہندوستان سے کلیتہً مختلف ہے اس اعتبار سے کہ باجماعت اسلام ہے جس کا علیحدہ مجلس انتظامی اور سیاسی نظام ہے اور یہی پاکستانیوں کا طفرانہ، متبانی ہے۔ محترم خاتون میری خواہش ہے کہ آپ اس اساسی نکتہ کو ذاتی طور پر سمجھ لیں کہ پاکستان جہاں کے مسلمانوں کا قومی وطن ہے اور وہ مسلمان جو ہندوستان خاص میں آباد ہیں، انہیں کی حیثیت سے وہاں گئے۔ ہندوستان اسلامی حکومت کا ایک جزو تھا، جہاں نو سو سال سے زیادہ عرصہ تک ملک کی تہذیب پر حکومت کرتے رہے، لیکن وہ زمانہ سے جب سلطنت ہندو کے ہاتھوں سے چل گئی تو وہ مسلمان جنوں نے ہندوستان پاکستان کو حال کر کے اس کی خصوصیات میں وروروش اختیار کیا۔ ایک غلبت ان گئے۔ ملک اور کیفیت ہے جس کی زبردستی کی جاسکتی۔

ایسوی صدی کے نصف آخر کا ابتدائی چند مسلمانوں کی قومی و سیاسی، آج میں ایک عجیب دور، اتل تھا اس وقت جب کہ سادی شرکت اور سلطنت کا تصور فیض شکستہ ہو کر رہا تھا اور سورہا ہے۔ مگر مسلمانوں میں کو رہنما وجود نہ تھے جنہیں بصیرت اور جرأت سے بہرہ ور کر دیا جاتا ہو، ہوتا۔ تو وہ اسے قومی وطن پاکستان کی عظمت اور نگہبانی کا پند و ہست کر سکتے تھے۔ پاکستان ہندوستان کا طرفہ و دور مدشن کی طرح عیاں ہے۔ اقل الذکر ان کا قومی اور ملی وطن ہے اور خرافہ کہ یہ وہ ایک اقلیت کی حیثیت رکھتے ہیں جو کبھی تاریخ میں گزرا نہ دانی کر کے رہی ہے، ناممکن کا مقام ہے کہ یہ میں تاریخی حقیقت یوں ہے کہ جس سے

نظر انداز کر دی گئی ہے درودوں میں۔ پاکستان اور ہندوستان، کو غلط خط کو دیا گیا ہے۔ یہی ہماری موجودہ مصائب کا منبع ہے۔ آج اس کو خیر موقع پر جب پاکستان در ہندوستان دونوں کا سبیل نہ ہو تو تشریح کرنا ہے۔ یہ ساری حقیقتیں خود غرضوں سے ہندو، اردو کے میں کیا ہو رہی ہے جو کہ ہیں برطانوی استعمار پسندوں، ہندو مسلمانوں اور مسلمانوں کے ساز و دل اور ان کے وقت کا۔ انگریز اور ہندو تو اپنے اس کام میں مصروف ہیں، لیکن مسلمان ان نظریات کی لشر و اشاعت کر رہے ہیں جو ان کے آپس کے وطن کے لیے مہ قاتل کا اثر رکھتے ہیں۔

چند امور مختلفیت کے حامل ہندوستان
 مجھ کی حیثیت سے ... ہندو کی ایک جماعت ہے جو درود کو ہندو میں تقسیم کیے جا چکے ہیں۔ اولاً گزرتہ پرست ہیں، مگر تہذیب کے عالمی اور ہندو کے دشمن ہیں اور ان کی پالیسی برطانیہ کے استارہ جہتم وار پر مبنی ہے، سے دنیا وطن رستہ ہندو کے عالمی اور گزرتہ کے دس میں اور ... کی پالیسی ہندو سے یہ داری در ہندو تہذیب پرست کے لیے ہے یہ دونوں گروہ یعنی فرقہ پرست اور وطن پرست ایسی علیحدہ پالیسی کوئی نہیں رکھتے اور ہندو میں کبھی سوچنے کی ہی توجہ نہ ہوتی ہے کہ پاکستان مسلمانوں کا باقی وطن ہے اور ان کے لئے رہا کا اور اس سے ہندوستان اور ہندوؤں کے پیش نظر غرضی سے غلط خط نہیں کیا جاسکتا ہے۔

حالات کی یہ رفتار ۱۹۴۷ء تک جاری رہی۔ ۱۹۴۷ء اور ۱۹۴۸ء کے درمیان منعقد ہوئے والی گول میز کانفرنسوں نے ہندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کیا اس دوران میں پاکستان کو ایک متحدہ ہندو سا کہ ہندوستانیوں کے، حکومت کر دیا اور وہ ایک کو ہمیشہ کے لیے ایک غنیمت میں مدد ملی کہ ان کو اپنے ہی ملک میں دسل سا کہ ہندوؤں کی خود غرضی کے ہمیشہ جرح و انگی۔ ہندو کی قیادت کے سے زبردست اور مستقل خطرہ ہے اور ماسی خطرہ کے حواس نے ہمیں پاکستان میں شیل تحریک کے حواس پر محور کیا۔ یہ تحریک ایک سیاسی تحریک کے مرادوہ منسوب ہے جو عدلیہ کی فراکش شدہ تاریخی حقیقت پر مبنی ہے۔ ہندو تحریک ایک آزاد اور علیحدہ پاکستان کا تصور ہے جو شان کے پانچ اصولوں پر مشتمل ہے اور جس کا سیاسی درجہ

ہندوستان اور دیگر مذہب قوموں کے برابر ہونا ہے یقیناً ہے کہ یہ مل و دلی قوموں پاکستان کے مسلمان اور ہندوستان کے ہندو کے ساتھ آمودہ نہ مل کا تحفظ کرے گا اور دونوں کو برطانوی ٹینٹا پیٹ کا لاکھ کرے سے بچائے گا۔ ہندو نے یہ مل مختلف گروں میں ہندوؤں میں پیش کیا، اس کے بعد ہندوؤں کے ماحولوں کے ساتھ گئی تھی اور یہاں ہندوؤں کی حالت کھلی ہے اس میں کی، لیکن ہندوؤں اور انگریزوں دونوں نے ... سے نہ کی اور انصاف کے مطابق کو ٹھکر دیا۔ یہ ہم سے نبض کر رہا ہے کہ اس کے حصول کے لیے خون کا آخری قطرہ بسا دیں گے۔

خالدہ اویب خان، آپ کا مقصد گزرتہوں کی دس کے لیے کیسے حاصل ہوتا ہے؟
 چونکہ دینی مصائب، ہم نے اپنی وطن سے پوری وقت انہیں یاد کرنا ہے میں صرف کر رہی ہے کہ پاکستان اسلام سے لیے موت و نہ مل کا مسئلہ ہے لیکن وہ اب تک اسے تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے تو اس حالت میں ہم بھی اپنے اس قومی مطالبہ سے دست بردار نہیں ہو سکتے ہیں یہ غلط فہمی ہے کہ ہندو سلطنت کے حاکمے خواب دیکھ رہے ہیں یا ہم ان سلامتی کی تحریک کو فروغ دینا چاہتے ہیں وہ ہندوؤں کی وطن پرستی کی توجہ کرتے ہیں، مسکن پاکستان ہندو کے جذبہ حب وطن کو اپنے سے بڑھ کر دیکھتے ہیں۔ ایک فاضل غلطی اور حالات سے غیر عقل ہندو غنیمت ہے، مگر یہ حقیقت ہے کہ پاکستان میں تحریک پاکستان کے مسلمانوں کی سرپرستی اور ترقی کا کام ہے جو ہندو سے ہے، لیکن اس سے ہرگز یہ مترشح نہیں ہو کہ ہم ہندو یا انگریز کے دشمن ہیں اور ہم اس کا بھی اعلان کیے دیتے ہیں کہ ہمیں پان اسلام کا تحریک سے کوئی اشک نہیں۔ ہم محض پاکستانی ہیں اور ہندو مذہب حسن تعلق سے اسلام سے نہیں ہم معاہدات ماضی پر اتنے ہی نازاں ہیں جتنے پہلے درستان مستقل کے معنی ماحول ہیں۔ ہم جاتے ہیں کہ ہندوستان میں ہم ایک اقلیت ہوں گے اور ہندوستان کے باہر پاکستان میں، چار کروڑ کی مضبوط اور زبردست قومیت۔

ہمارے آبائی وطن پاکستان کی حیثیت کا صحیح اندازہ لگانے کے لیے میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہم تین کروڑ مسلمان دنیا بھر کے مسلمانوں

ہمارا مستقبل پاکستان سے وابستہ ہے یہ ہماری زندگی اور موت کا سوال ہے۔

کا دوسری جلد میں۔ مرہورجیہ محبت ان قوام کے
ہوتی رہا ہے۔ ان قوام پاکستان سے رہی ہو
آدنی دونوں میں چھوٹی ہیں پاکستانی کارکنہ، ملی سے
چار گن جرمنی سے تین گن، دریاں سے دو گن ہے اور
سک کی تادی اسٹریٹ سے سات گن ہیں سے دو گن
فرانس سے دو گن کے طیارہ، مسمومہ طور پر رہا ہے ہم اپنے
آئی وطن پرنا۔ ان کا ہر قسم کے غلام رائج کرنا ہے کہ
اپنے وطن سے۔ رزکوہر کمپلی، لوتی جلد سے بچا نہیں گئے خود
دو مسلمانوں کی طرف سے جو خواہ نامسلمانوں کی طرف سے
ہمارے سے کہ وہ کوئی کوئی حالت کچل نہیں سکتی۔
میں مسیح کرتا ہوں کہ ہم کھلتی حالت میں جندوید
مسلم تب میں مسلمان ہیں، لیکن یہ درمیان حقیقت بہرہ وقت
نہیں کہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ سے تباہ و برباد سے کسی سرزمین
میں ان سے کہیں زیادہ عظیم الشان مصائب کا مقابلہ
نہایت پامردی اور کامیابی سے کیا ہے۔ ہمارا مستقبل
پاکستان کے واسطے ہے۔ وہ ہمارے زندگی اور موت
کا سوال ہے۔ ہمارے ہر قسم کے غلامی میں میری
زندگی میں اس مصائب و محنت میں سے نکلتی ہو۔
نہایت سے یہ لغت پاکستانیوں کا جہ زبانی نصیب نہیں
ہو جائے گا جس کے لیے وہ کسی قسم کی قربانی ستائش
کر رہا ہے۔

خالدہ ادیب کی فکر پاکستانی تحریک کی جیت
ان صوبہ ہاں میں کیا ہے جو پاکستان کا جہ زبانی ہے؟
چند دھری صاحبہ اور ایک سسٹم میں بویا
کیا تھا۔ وہ ایک ہی دور و درجہ میں رہا ہے۔ یہ ہمارے
کام کی رہنما رہا ہے جو صوبہ افزا ہے۔ تحریک پاکستان
کے تمام افواج کے ملک میں تبلیغی مراکز ہیں اور ہر صوبہ
میں ہمارے محاسن ہیں جو سالوں اشتیادوں اور مصافحہ
و جہزہ کی صورت میں مفاہد کی نشرو سامت کر رہی
ہیں۔ قوم کا لڑ جان طبقہ جماعتی طور پر ہمارے ساتھ
ہے اور انہیں پورا احساس ہے کہ تحفظ و بقا کے ذات
تبدلت کا اولین قانون ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ
نقدیر نے ہمیں پاکستان کے تحفظ کے لیے انتخاب
کیا ہے۔ درمیان میں چندہ نسلوں کو وہ نہ میں سے گل
اور زراعت یہ ہمارا مذاق، ڈاکے، لیکن میری آنکھیں
صح فرما کے اس دغریب جندہ کا سوار کر رہی ہیں۔
جس کے حسیں پر وہ سے ہمارے قادیانوں کا ہر ذریعہ
طوری ہو گا۔ اس صبح امید کی نمود ایک ہم نو امیدوں کی
شعب تادک اپنی قربانیوں کے نور سے روش رکھیں گے

اور وطن کے بچے فرہادوں کی طرح ہر حیثیت سے
سے برداشت کر رہے۔

خالدہ ادیب خاتم: کہ پاکستان مسعود ہو کر
اقتصادی طور پر آزاد اور اپنے حسنہ حالت کا کھل
ہو سکے گا؟

چند دھری صاحبہ: تقدیر پاکستان
کے خدائی دہادی ذرائع آمدنی بہت دیت ہیں اور ہر ذریعہ
رائی اور ہندو صوبہ واری سے چھٹا راجا حاصل کر کے
ہم یقیناً اقتصادی طور پر اختیار کے دست نگر اور
محتاج نہیں رہیں گے۔ موجودہ دفتری اور گران بار حکومت
جس کے بوجھ سے قوم کی کمر ٹوٹ رہا ہے باقی نہیں
رہے گا اور اس کی بجائے حکومت ملک کی خدائی ہوگی
کہ ملک حکومت کا موجودہ حکومت کے کار سے
بے بدن الا میں ان کی تو وہ سے سیدھے ہے وہ
صرفہ میں اور ان کے ذرائع انحراف و رشوت کے
غلام میں ان گرانہ ذرائع میں ہوں گا جو وہ سے ٹیکس
دہندگان اور تلاش کسٹوں پر پڑتا ہے۔ یہاں سے اس
پسلو کو ہر ذریعہ تلاش کیا ہے اس لیے اس کے منقطع
گئی اطمینان ہے۔

اس کے علاوہ کراچی ہمارے ایک اعلیٰ درجہ کی
مددگار ہے۔ وہ سال نو صورت سے نکلتا ہے
بے مدد ہوں ہے۔ پاکستان کی رہ میں ہندوستانی رہی
سے زیادہ ترجیح ہے اور اس میں رہنے کی سید و ر
ہو سکتی ہے۔ اس سے مدد ملی اور ان میں چندوں نے مصعب
نہیں۔ یہاں کی قیامت اور مصعبت و حزن قریبی
کر رہی ہے پادچ بالی کے علاوہ مدنی اور افغان کے
کار خفے عرصہ سے پاکستان میں جاری ہیں۔ آمدنی
کے ان ذرائع پر ٹیکس ٹراک و تارک کار کی مایہ انکم
ٹیکس اور دیگر عجزہ ذرائع مستند ہیں جن کی
آمدنی اب ساری حکومت ہند کے پاس جاتی ہے
اور آئندہ ہمارے ہمارے اپنے ہمارے رہا ہے۔
خالدہ ادیب خاتم: کیا آپ نے یہ بھی سوچا
ہے کہ پاکستان میں طرز حکومت کیا ہوگی؟

چند دھری صاحبہ: ہمارا اولین مقصد
پاکستان کو استعارہ رنگ اور ہندو صوبہ واری کے
چنگل سے آزاد کرنا ہے۔ آزادی کا مسئلہ تمام مسائل
پر فوقیت رکھتا ہے۔ جہاں تک طرز حکومت کا تعلق
ہے یہ لغتی بات ہے۔ وہ اساسی طور پر جمہوری
اور اشتراکی ہوگا۔ اس کا فیصلہ کردہ زمانی طرز کا ہو

یا وحدانی۔ قوم کی مرضی پر منحصر ہے اور وہ اس
وقت تک دیکھ جائے گا جب کہ ہمارے وطن کی بڑا کا نہ
حیثیت محفوظ ہو جائے گی۔

خالدہ ادیب خاتم: پاکستان کی تحریک ہند
مسلم مسئلہ پر کس طرح اثر انداز ہوگی؟

چند دھری صاحبہ: ہمارا ہر قسم کا
مناقشات کا تعلق ہے۔ اس کا ایک ہی فکری انداز ہندو
فیصلہ ممکن ہو سکتا ہے اور وہ پاکستان کی علیحدگی کی
صورت میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے باہمی افکار کے
پاکستان انداز افکار کے ہندوستان میں تو قومی
کی ہی ملکیت اور انکار کی مستعمل صورت پیدا ہو جائیگی
اس لیے یہ توں کی فکر رہی اور ہر چھوٹی حکومت اور
دوستا تعلقات کی اختتامی میں تبدیل ہو جائے گی۔
تھرڈوں اور ہندوؤں دونوں نے اپنی خصوصیات، اعزاز کی نا
پر اس مسئلہ کے حلق سب سے تہاں اور تھانہ ہندو کر
صورت حالات کو چھبید و ترنا دیا ہے۔ لیکن پھر بھی حقیقت
بالی رہتی ہے۔ لیکن اس کشیدگی کی علت اصل نہ ہی ہے
اور نہ فرقہ واریت۔ بلکہ یہ بین الاقوامی افراسی کا نتیجہ ہے۔
مسلمان بقائے ذات کے لیے لڑ رہے ہیں اور ہندو اپنی
برتری کے لیے۔

ہندو پاکستان کو انفراد اور اندرونی کے حق سے
غلام کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ وہ کسی حق کا ہی ہندوستان
کے لیے ہمارے کرتے ہیں۔ اس کا سہارا ہے۔ چوں کہ
ہندووں نے ہندوستان پاکستان پاکستان پر حکمران رہا ہے
اس لیے ہندو ہندوستان کے ملک ہندوستان کا حصہ ہے
اور اس پر ہندوستان کا حق ہے۔ ہندوستان ہندوستان ہندوستان
میں کہ ہمارے دور حکومت سے نئے سسٹم ایک ایسی
کے کچھ تھے۔ ہندوستان کے ہر حکومت کے لیے، لیکن
اس سے ان کا پاس ہندو کی ہی ملکیت، بہت نہیں ہو
سکتا۔ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو ہندوستان پر ہم بھی حق جلا
سکتے ہیں۔ اسی لیے کہ ہم نے ایک ہزار برس تک اس
فرانزدائی کی ہے اور وہ ملک ہمارے زیر نگین رہا ہے۔
محترم قانون دیکھئے وہ پاکستان ہمارے حق کا مائل کرنے
کے اضطراب میں ہندوستان پر اپنے حق کو اپنی ہی دلیل کی
مدد سے باطل قرار دے رہے ہیں۔ اگر ہندوستان کا کچھ اس
لیے کردہ اس کی آبادی کا کم حصہ ہیں تو یقیناً پاکستان ہمارا
ہے۔ اس لیے کہ ہماری آبادی یہاں سے ہے جس میں ہندو
قانونی نے انہیں ہندوستان کا حق تسلیم کیا ہے۔ وہ ہی
اپنا اختلاف جلائے کیے۔ ہندوستان ہندوستان ہندوستان

فوج کے نام حضرت عمرؓ کا پیغام



۱۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

ذیل کا خط عقد انفریہ میں بیان کرتا ہے
یہ حضرت عمرؓ کا رجسٹرڈ خط ہے جس میں انصاف
تھے ہمیں اس سب سے لبا خط ہے اور اس کا مقصد
مال و دولت کا اقرار پر مشتمل ہے۔

میں تم کو اور تمہاری فوج کو تاکید کرتا ہوں کہ
(۱) ہر حال میں خدا سے ڈرتے رہیں کیوں کہ خدا کا
خوف دشمن کے مقابلہ میں بہترین ہتھیار اور جنگ کی
سب سے بڑی طاقت ہے۔

(۲) تم اور تمہاری فوج دشمن سے مخفی چکنا رہیں اس
سے زیادہ معاشی سے ہوشیار رہیں کیوں کہ فوج کو
دشمن سے انٹانٹھان میں نہیں پہنچنا جتنا خود اپنے معاشی
سے پہنچنا ہے۔

(۳) مسلمانوں کی فتح کا راز یہ ہے کہ ان کا دشمن گرفتار
معاشی ہے اگر ایسا نہ ہو تو ہم دشمن پر فتح نہ پا سکیں
کیوں کہ ہمارے پاس حکم ہے اور ہم سے ہتھیار اس
کے ہتھیاروں سے گھٹیا ہیں اگر معاشی میں ہم دشمن
کے برابر ہوں تو وہ قوت میں ہم سے بڑھ جاتے گا
اور اگر ہم اپنی راست بازی کی قوت سے اس پر غلبہ
نہ پا سکیں تو اپنی فوجی قوت سے یقیناً منہسیر پا
سکیں گے۔

(۴) تم کو یاد رہے کہ خدا کی طرف سے ایسے رشتے
و مود ہیں جو تمہارے خیال چلن پر نظر رکھتے ہیں جن کو
تمہارے ہر فعل کا علم ہوتا ہے ان سے عزت کرو
اللہ خدا کی تائیدی (معاشی) سے بچتے رہو۔

(۵) یاد رکھو کہ دشمن چوں کہ بڑا ہے اس لیے کہیں ہم پر فتح
نہا سکے گا کیوں کہ کہیں ایسا ہوتا ہے کہ بعض قوموں پر ان
سے بڑی قومیں غالب آجاتی ہیں جس طرح کوسہ کا کوسہ
و مہوئیل پر غالب آگئے جبکہ بنی اسرائیل نے مغربیوں
سے خدا کا عطا فرمایا۔

(۶) خدا سے دعا ہے کہ تمہارے اعزاز معاشی سے

بچنے کی طاقت پیدا ہو اور یہ دعا اسی خلاص سے ہو
جس سے دشمن پر فتح پانے کی دعا مانگتے ہوں میں بھی اپنے
۱۔ تمہارے لیے خدا سے یہ دعا مانگتا ہوں۔

(۲) کوئٹہ کی حالت میں فوج کے آرام کا خیال رکھنا
اتنا زیادہ ان کو پہلا ذکر شک جانیں۔

(۳) ایسی جگہ ٹھہرنے سے ان کو نہ کہ جہاں سولت و
آرام ہو کہ وہ جب دشمن کے مقابل ہوں تو ان کی
تجاہلی بحال ہو۔

(۴) دستان کوئٹہ میں ہر مہینہ ایک دن اور ایک رات
قیام کرو تاکہ فوج کو آرام ملے اور وہ اپنے ہتھیار اور
سلاح دست کر سکیں۔

(۵) جن لوگوں سے تم صلح کرو یا جو جزیرے کر
تمہاری یہ ہیں امانیں ان کی بستیوں سے دور پڑو
ڈالو اور کسی کمان بستیوں میں نہ جاتے و نہ جاتے اس
شخص کے جس کی سیرت پر تم کو پورا پورا بھروسہ ہو۔

(۶) تمہارا کوئی سپاہی یا فوجی اگر بستی والوں کی کسی
چیز پر جان بوجھ کر سے ہوں کہ تم سے ان کی مخالفت
اللہ کی جان مال امداد کے احترام کا ذریعہ ہے اور
ہے ایک آزمائش ہے جس طرح اپنے مخالفت سے
عہدہ برتاؤ کرتے گذرنا ان کے دین کو قبول کرنا اور

اللہ (معاذہ) کے لیے ایک آزمائش ہے جب تک وہ
اس ذمہ داری کو خیر سے انجام دیتے رہیں تمہارا فرض
ہے کہ تم ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

(۷) جن لوگوں سے تم نے صلح کی ایمان پر ظلم و ستم کر کے
دشمن پر فتح پانے کی خواہش نہ کرو۔

(۸) جب دشمن کے علاقہ میں پہنچو تو تحقیق حال کے
پے جاؤ کہ جو جہاد و دشمن کے حالات سے پوری طرح
آخبر ہو۔

(۹) تمہارے پاس جاؤ کہ اس اور مشورہ کے لیے ایسے
عرب یا مقامی حیر عرب ہوں جن کی نیک نیتی اور حق گوئی
پر تم کو اعتماد ہو کیوں کہ عادات و عموماً ان کی خیریت ہے
تو تم کو اس سے فائدہ نہ ہو گا اور جو کہ باوجود اس کے فائدہ
جاؤ کہ اس کے ساتھ کہ تمہارے حق میں۔

(۱۰) دشمن کے علاقہ سے قریب پہنچ کر تم کو چاہیے کہ

دھڑا دھڑا سے بھیجاؤ دشمن اور اپنے دو زبان دنتے
پھیلاؤ یہ دستے رسد اور فوجی اہمیت کی چیزوں کو
دشمن کے ہاتھ سے بچنے سے باز رکھیں اور رسد سے دشمن کی
دونوں زبان دنت کر دیں۔

(۱۱) رسد والوں کے لیے ایسے لوگ منتخب کرو جو بہادر
اور صاحب راستے ہوں اور ان کو تیز رفتار ٹھہرے۔
(۱۲) دستوں میں ایسے لوگ ہوں جن کو جہاد کی نفس
ہو اور خود بخود ان کے لیے اپنے کام کی سزا ملے۔

(۱۳) رسالوں اور دستوں کے انتخاب میں ذاتی دلچسپی کو
داخل نہ دو کیوں کہ ایسا کرنے سے تمہارے دشمن کو جو
نقصان پہنچے گا اور تمہاری طاقت و جرات سے گما
وہ اس فائدہ سے کہیں زیادہ ہو گا جو دستوں کے
ساتھ رعایت کرنے سے ممکن ہے۔

(۱۴) رسد سے اور دستے اس سمت کو بھیجنا جہاں اس
کے شکست کھانے نقصان اٹھانے یا تباہ ہونے کا
بیش زہر ہو۔

(۱۵) جب دشمن تمہارے سامنے آئے تو اپنی بکھری
ہوئی فوجیں اور دستے سب اپنے قریب جمع
کر لو اور اپنی قوت اللہ چاہے سے کام لینے کے لیے
تیار ہو جاؤ۔

(۱۶) جب تک دشمن خود حملہ آور نہ ہو اس وقت تک اس میں جلدی
نہ کرو تاکہ تم اس کی فوجی غامیوں اور دغا کی کمزوریوں
سے واقف ہو سکو اور اپنے گرد و پیش سے مقامی باشندوں
کی طرح آخبر ہو جاؤ اس وقت تک کے بعد تم اس بدعت
پے ڈالو گے جس سے دشمن ڈرنے پر تیار ہو گا۔

(۱۷) اس کے علاوہ تم اپنی فوج پر پہرہ دار مقرر کرو
اور حتی المقدور شب خون سے چکن رہو۔

(۱۸) اگر کوئی ایسا قیدی جس کو ایمان نہ دی گئی ہو تمہارے
پاس لایا جائے تو اس کی گردن مار دو تاکہ دشمن کے دل
میں ڈر بیٹھ جائے اللہ تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا
تکلیف دہ ہے اور اس کی مدد پر فتح کا دار و مدار ہے۔

انصاف کے معاملہ میں کسی کو یہ اختیار نہیں کہ ایک کے ساتھ انصاف کرے اور ایک کے ساتھ نہ کرے

یہی در اس میں ملتا کہ جنگ ہم کو سنے کے دہندہ سے
 اس سے سات سو ستر چار مل کی ملک وادہ ہوئی ہے
 میں نے ان کو ماں نصرت میں نے ایک شہر کے
 اس میں آج کے دن کے استغفر اللہ احوال سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم سلام ملک میں سر
 معبود کا پاس کہ رسول جس کے واکوئی عبادت کا
 مسخ نہیں اور اس کے نبی محمد پرورد و صفا
 خطہ اس مع کے سے عدا کا بہت بہت شکر کہ جو
 جو عمار سے باحوں اس نے ہم کو عت کی عدا سے عدا
 عمار عام مل بنا کر میری تاملش کو چاہی سے خبر
 تم کو میری نصرت کر کے تاملش کو چاہی سے
 وانی و اللہ لا احمی سنا من امر و حکم
 حاکم و اقا و اجمع صلح و حب و
 ہو اور عدا اس کی خبر میں تو نہ کافر حق ہے کہ یہ
 کے ساتھ اچھا سنا کر سے در عدا کا رخصت ہے
 وہ کی برتاؤ کی قدر سے اور عدا کی شکر کو مال
 غنیمت ان لوگوں کا حق ہے جو جنگ میں نہ ملک
 اور جو لوگ ملو ملک جنگ میں نہ ملک
 کے مال میں ان لوگوں مال غنیمت کا کچھ حصہ
 مکتا سے عدا اور عدا اگر جنگ شروع ہونے کے
 فتنوں کے اندر ملک تو تو وہ میں مال غنیمت
 سے حصہ پائیں گے جو مال و منافع ملو غنیمت
 بغیر میں آئے ان کی نصرت انصاف سے کر

۳

زیر و بن حوت خشتی سعد کے مقدمت عیش کے
 ایک نوکر ڈر اند چاہک دست کاثر تھے رشتہ
 میں کھس جلتے تھے بازی اور تیرا بازی میں
 کو غیر معمولی عبادت تھی جنگ کا وسیع میں
 ایرانی ان کی عدا کا شہر سے ان میں ایک سب
 فرجی افسر جاہلوں تھے ذہد سے اس کی دردی و
 انار سے دردی پرانا قیامت کام تھا کہ کجا
 کی قیمت ستر ہزار دھم و نقد پنا چاہس
 زہر و دردی پہن کر سعد کے پاس آئے تو سعد نے دردی
 اتاری اور توشی سے کہا کہ تم سے میری اجازت
 نہ کیا اور دردی پر تائیں ہو گئے رہبر کو
 ادا اصول نے شکایت کا خط کر کو لکھا اور
 بھی نہ ہر کہ بے ضابطگی اور اس قدر میں دردی

تہا ان بختی ہم سے ان شکایت کی تو حضرت نے نہ
 لا و کسی

(۳۱) تم نے وہ بیت شخصیت آگے میں
 سے اس سے ملک کہ ملک میں کسی کسی میں
 میں در اس میں آج کے دن کے استغفر اللہ

(۳۲) سخت گیری سے اس کا حوصلہ توڑ دیا اس کا
 دل ٹکڑا

(۳۳) دردی اور اختیار اس نے عدا کو مار کر
 لیے میں بجا کر وادہ اس کو دردی عدا
 سے پانچ سو دھم زہر و عدا کا شہر سے

۴

ذیل کے در خط سعد کے ان دھم میں
 میں ہیں جن میں انہوں نے فتح کا سر کے
 عدا کے شہر کیا تھا کہ سعد کے بسوں اور
 کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے

پہلے سعد میں نہیں نے لکھا، سعد کے حسن
 میں دردی کرتے ہیں کہ سعد نے خالد اور
 فتوحات کے زمانہ میں ان سے معاہدے کئے تھے
 سعد میں معلوم ہے کہ وہ سعد سے معاہدہ
 کر کے دے سارے سعد میں باشتار باشتار
 ایشی الاخرة معاہدے توڑ کر باقی ہوتے تھے
 و عدا کا دھم ہے کہ ان کو عدا شکر
 سعد میں سے لے کر پھر پھر کیا ہم سے
 لے ادا اپنے عدا کے چوڑا کر لیا
 سعد کا خبر یہ تھا کہ اہل سواد جنگ کے زمانہ
 میں لے کر پھر پھر لکھا جاتا تھا اور ایک عدا
 نے عدا میں پیادہ تھی جنگ کے بعد سعد میں
 ما سے پاس آئے جنہوں نے اس عدا کا
 عدا جنگ میں شریک نہیں ہوتے تھے ہم نے
 ان کے وہ معاہدے جو انہوں نے ہمارے پیش رو
 مسلمانوں میں خالد اور سعد سے کئے تھے
 پر کمال کدیئے ہیں بتلیئے ایسے لوگوں کے ساتھ کیا
 معاملہ کیا جاتا جو

(۱) معاہدوں پر قائم رہے۔

(۲) نہ لکھا پھر پھر لکھا۔

(۳) جو دردی کرتے ہیں کہ سعد شکر اور
 مجبور کیا گیا مگر وہ تو بھاگے اور لڑے

(۴) جو مقیم رہے اور جزیرہ دینے کو تیار ہیں

ہم ایک بڑے دل نشین اور مسرور ملک میں ہیں
 عدا کی سبیاں اور اس کی جنگ کے زیر اثر
 میں ہیں، ہماری راستہ بہت پرانی ہو چکی
 کی جا ہے اور ان کے ساتھ ہم نے دیکھا ہے
 سے سو دن زحمت اور خوش حالی بہت کی اور
 ان سے خوش بھی بہت ہوئی ہے

حضرت نے خط پانچ سو دھم
 تقدیر کی در معاہدہ کو دردی میں
 سے آگاہ کر کے ان کی رائے معلوم کی
 نے کہا جو معاہدہ میں اپنے اپت عدا میں
 ہوں اور انہوں سے اہل عدا کے ساتھ
 ہوں سے جو معاہدہ سے کئے گئے ہوں وہ
 رکھے ہیں

(۱) جو معاہدہ ان بات سے مدعی ہوں کہ
 یہ نہیں نے نقص عدا اور جنگ عدا پر
 میں سے عدا کو اور جنگ عدا پر
 کے حق میں اگر عدا مل جائے تو ان کے
 کو ملو جو روایا جاتے اور ان سے معاہدہ
 پائیں۔

(۲) جو لوگ گھوڑا پھر لے گئے ہوں ان کے
 میں مسلمانوں کا اختیار ہے کہ چاہے ان سے
 کر کے جزیرہ لے لیں یا ان کی اراضی
 قابض ہو جائیں۔

(۳) جو لوگ اپنے ٹھکانے میں اور مسلمانوں کی
 سیادت تسلیم کریں ان پر جزیرہ لے لیں
 پھر لے کر جلا وطن ہو سکتے ہیں

پہلے مراسلہ کا جواب

وایض جو کہ خدا نے بزرگ و بڑے ہر معاملہ
 میں انسان کو بشرط مجبوری ترک و اخذ کا حق دیا ہے
 مگر وہ معاملے اس سے مستثنیٰ ہیں انصاف اور خدا
 کی یاد خدا کی یاد میں کسی انسان کو کسی حال میں ترک
 و اخذ کا حق نہیں ہے کیوں کہ خدا چاہتا ہے کہ اس کو
 زیادہ سے زیادہ یاد کی جائے انصاف کے معاملہ میں
 بھی کسی کو یہ اختیار نہیں کہ ایک کے ساتھ انصاف
 کرے اور ایک کے ساتھ نہ کرے، بلکہ اس پر لازم
 ہے کہ عزیز و بے گناہ دوست و دشمن، مصیبت و
 شادی، ہر شخص اور ہر حال میں انصاف سے کام
 لے انصاف اگر چہ نرم نظر ہے، مگر اس میں ظلم

اسلامی نظام میں افسر شاہی عوام سے بالاتر کسی چیز کا نام نہیں

یاصل کے توڑنے اور طمانی ظالموں کو روکنے کی بے پناہ قوت ہے۔

(۱۲) جو اہل سواد معاہدہ سے پر قائم رہے ہوں اور انہوں نے کسی طرح ہمارے خلاف کارروائی کی ہو تو وہ ہمارے امان میں ہیں اور ان سے جزیہ وصول کی جائے۔ (۱۳) جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو حد شکن پر مجبور کیا گیا، مگر انہوں نے تم سے نہ جنگ کی نہ جلا وطن ہوئے، تو تم ان کو اختیار ہے چاہے ان کا دھڑلے مان کر اور چاہے اس کو ذکر کے معجزہ معاہدوں کو برقرار رکھو اور ان کو ایرانی علاقہ میں پھینکا دو۔

دوسرے مراسلہ کا جواب

جو رئیس اپنے اپنے علاقوں میں مقیم ہے ہوں ان کے ساتھ اہل معاہدہ کا سامنا کیا جائے، کیوں کہ وہ گھریلو قبیلہ نہیں تھے اور نہ انہوں نے ہمارے خلاف کوئی کارروائی کی۔

(۱۲) جن کاشت کاروں کا طرز عمل یہ رہا ہوں ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا جائے۔

(۱۳) جو رئیس و عوام کریں کہ ان سے معاہدہ کیے گئے تھے اور انہوں نے ہمارے خلاف ایرانیوں کے

ساتھ تعاون نہ کیا ہو، اور ان کے دھوکے کی تائید میں شہادت فراہم ہو تو وہ بھی جزیہ دے کر مسلمانوں کی امان میں رہیں گے اور اگر شہادت ان کے خلاف ہم جو تو ان کے پرانے معاہدے منسوخ کر دیے جائیں اور ان سے نئے معاہدے کیے جائیں۔

(۱۴) جن رئیسوں نے ایرانیوں کے ساتھ تعاون کیا ہو اور گھریلو قبیلہ کو چلے گئے ہوں تو ان کے معاملہ میں تم کو خدا کی طرف سے اختیار ہے کہ ان کو ہلاک کر ان کی راضی اور املاک کو لوٹا دو اور وہ جزیہ دے کر مسلمانوں کی امان میں رہیں، اور اگر وہ واپس آنا پسند نہ کریں تو ان کی راضی و املاک آپس میں بانٹ لو۔

۵

قاضی ابو یوسف نے کتاب الخراج، بلاذری نے فتوح البلدان اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت عمرؓ کا ایک خط نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے سواد فتح کر کے مطالبہ کیا تھا کہ وہاں کی اراضی اور باشندے ان کی ملک میں دے دیے جائیں، مگر حضرت عمرؓ نے یہ مطالبہ نہ مانا اور ذیل کا خط لکھا۔

”مہتمما عطا، تم نے کھلم کھلا کہ مسلمان وہ اراضی آپس میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں جس کو انہوں نے بڑے شہر فتح کیا ہے۔“

(۱۲) میرا یہ خط پا کر وہ کچھ مسلمان ہمارے لشکر میں شکست خوردہ دشمن کا کیا سامان اور مریشی لائے ہیں اس سامان کو ختم کر لشکر پر تقسیم کر دو۔

(۱۳) اور اراضی اور سیاروں اور مندروں کو ان لوگوں کے پاس چھوڑ دو جو ان کا کشت کرتے ہیں تاکہ ان سے جو خراج وصول ہو وہ مسلمانوں کی تحفہ ہوں اور وظیفوں میں دیا جاسکے، اگر تم نے سواد کی اراضی فوج میں تقسیم کر دی تو بعد میں آنے والی نسلوں کے لیے کچھ نہ بچے گا۔

(۱۴) میں نے تم کو یہ ایت کی تھی کہ جب کسی قوم سے مقابلہ ہو تو لڑنے سے پہلے اس کو اسلام کی دعوت دو۔

(۱۵) اور یہ کہ جو شخص جنگ سے پہلے دعوت قبول کرے گا اس کی حیثیت دوسرے مسلمانوں کی سی ہوگی، اس کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور اس پر وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو مسلمانوں پر عائد ہیں اور اس کو مال قیمت میں حصہ بھی ملے گا۔

(۱۶) اور جو شخص جنگ اور شکست کے بعد اسلام لائے گا، اس کی حیثیت بھی مسلمان کی سی ہوگی لیکن اس کی دولت کے مالک مسلمان ہوں گے، کیوں کہ اسلام ہونے سے پہلے اس کی دولت مسلمانوں کی ملک ہو چکی ہے۔

۶

جس کی شکست میں چار ہزار مسلمان قتل اور غرق ہوئے، دو ہزار بھاگ کر صحرائوں اور صحرا میں پھیل گئے اور مشرقی بنی حارثہ کے پاس صرف تین ہزار کی قیمت زرہ تھی، ایرانیوں سے لٹنے کے لیے انہوں نے مرکز سے ایک خط کہ حدت عمرؓ نے اس کے قبیلہ بکیلہ کو جو اس وقت مدینہ یا مومناہ کی مدد کو بھیجا تھا، مگر ان کو عراق کی بجائے شام جاسے پڑا، اور تھا اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ جس کی تابانی سے لوگ ٹھہرے ہوئے تھے اور دوسرے شام کے محاذ پر یمن کے بہت سے قبیلے جا چکے تھے اور بکیلہ اپنے ہم نسب قبائل کے ساتھ دہشت کے خواہش مند تھے، وقت کے شدید تقاضا کے ذریعہ حضرت عمرؓ نے بکیلہ کو ایک رعایت دے کر

عراق کی طرف تامل کرنا مزید ہی سمجھا، انہوں نے جزیہ سے کہا جو بکیلہ کے لیے تھے کہ اگر تم عراق کے محاذ پر چلے جاؤ تو تمہیں اور تمہارے قبیلہ کو فتوحات کے شمس کا چر تھا ہی حصہ دیا جائے گا، قبیلہ نے یہ پیشکش منظور کی یہ تو بڑی (۱۴) مگر رادیکوں کا قول ہے، اس کے علاوہ ایک روایت ہے فتوح البلدان (مسند) سے نقل کیا ہے اور جس کی بنیاد پر ذیل کا خط وارد ہوا ہے یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے مفتوحہ اراضی و فنائیم کے چوتھائی حصہ کا دوسرا حصہ ایک تیسری روایت تو یہاں تک ہے کہ تین برس تک قبیلہ بکیلہ کو سواد کا چوتھائی خراج بھی دیا جاتا رہا حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے جزیہ کو اس بات پر مائل کیا کہ وہ سارے مسلمانوں کے حق میں اس کا امدادی سے دست بردار ہو جائیں اور وہ ہو گئے۔ بلو لائیں ایرانیوں نے دوسری بڑی شکست کھائی اور سواد کا سارا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا تو بکیلہ نے فتوحات کا چوتھا حصہ طلب کیا۔

بعد سے اس کی اطلاع مرکز کو دی تو یہ خط آیا۔ اگر جزیہ یہ کہتے ہوں کہ ان کی فتوحات اور انہوں نے ترقی یافتہ مملکتوں کے خاص حصہ کی خاطر جنگ کی تھی تو ان کو یہ حصہ دے دو اور اگر انہوں نے جنگ اسلام کی خاطر اور انعام ایندلی کے حصول کے لیے کی تھی تو وہ دوسرے مسلمانوں کی طرف ہیں، ان کو وہی لحاظ حاصل ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کو ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو دوسرے مسلمانوں پر ہیں۔

عقبة بن عروان کے نام

”ابو مسلمہ میں معالی عقبة بن عروان کی قیادت میں فتح ہوا، یہ اہم بندر گاہ و جملہ اور فرات کے معانہ کے پاس بصرہ سے کوئی چودہ میل شمال مشرقی میں خلیج فارس پر واقع تھا، جہاں ہندوستان، جزائر ہند اور چین سے تجارتی جہاز آتے تھے، اس پر غارتگیوں کا قبضہ تھا، یہاں کے مال قیمت سے ایک شخص کو حصہ میں ایک بڑی و بچی ملی جو تیل کی خیال کی گنتی مگر واقعہ سونے کی تھی، جب حقیقت حال کا علم عقبة کو ہوا تو انہوں نے حضرت عمرؓ سے استفسار کیا کہ آیا وہ بھی واپس لے لی جائے یا پانے والے کے پاس رہنے دی جائے۔“

اگر سواد میں پانے والے کا نام اخذ کی قسم کھا کر کہے کہ اس نے وہ بھی کو تیل کا کچھ کر لیا تھا تب تو اس کے حق میں بھال رکھی جائے، ورنہ اس کو مسلمان آپس میں بانٹ لیں۔

کشمیر وولن ملز

تالین سازی کی صنعت کو فروغ دیکر ملک وولت مال مال بھیجے

تالین بانی کیلئے

بھی وسط وول کا تیار کردہ۔ وولٹنگ وول اور کارپٹیاں

اعلیٰ اور معیار سے
دھاکہ

بیس لون اور ٹو سے لون کی تیار کردہ ملائم اون

ہر وقت دستیاب ہے

کشمیر وولن ملز رجسٹر سماں انڈسٹریز کارپوریشن کو جرنال
پوسٹ بکس نمبر ۵۹

فون ۷۳۵۲۲

ٹیلیگرام کیلئے کاش وولن کو جرنال



کُل پاکستان جمعیت علماء اسلام کے

ذیل اہتمام عظیم الشان

نظام شریعت

کانفرنس

منعقدہ : ۲، ۵ - اکتوبر ۱۹۷۹ بمقام منسوب پارک © لاہور

پاکستان کی تاریخ میں سنگ میل ثابت ہوگی :
_____ جسمیں _____

ملک بھر کے ہزاروں مشائخ، علماء، وکلاء، طلبہ، مزدور، کسان اور زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے ہزاروں درود دل رکھنے والے مسلمان شریک ہونگے۔

○
و دیگر ادا کیٹ

مجلس استقبالیہ

کل پاکستان نظام شریعت کانفرنس لاہور

○
مولانا عبید اللہ انور مد
مولانا محمد اجمل خاں جنرل سیکرٹری